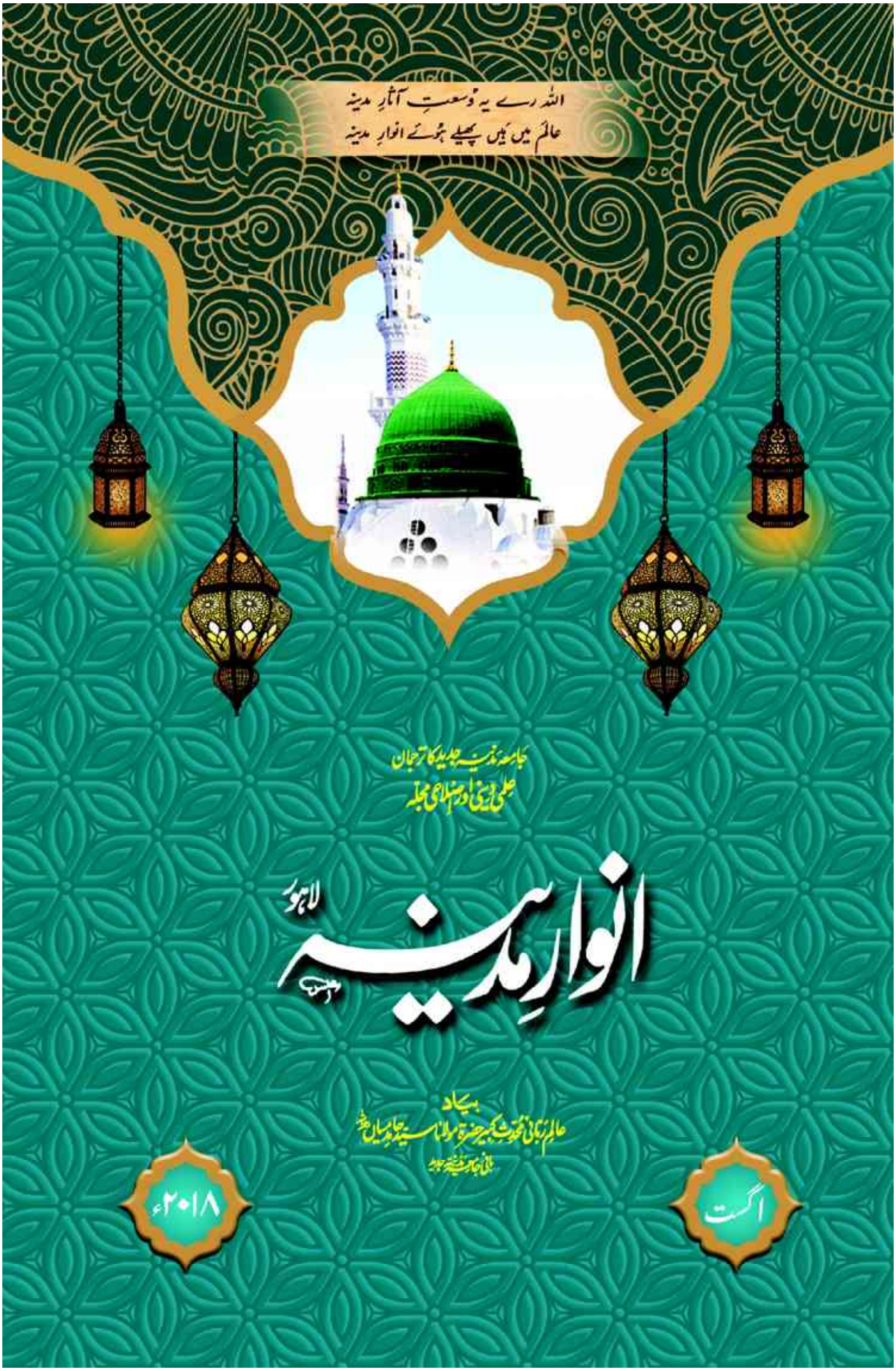
اللہ رے یہ وسعتِ آثارِ مدینہ
عالَم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ
جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان
علمی دینی اور اصلاحی مجلہ
انوارِ مدینہ
لاہور
بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید
اگست
۲۰۱۸ء

ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۸	ذیقعدہ/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ / اگست ۲۰۱۸ء	جلد : ۲۶

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، اَفریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ

0954-020-100-7914-2

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر : 0333-4249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35399051

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35399052

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
دین کامل	حضرت اقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۹
تبلیغ دین	حجۃ الاسلام حضرت اِمام غزالیؒ	۲۱
فضائلِ مسجد	حضرت مولانا صدرالدین صاحب انصاری	۲۵
قرآنِ مجید کا اعجاز	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہریؒ	۲۹
ماہ ذی الحجہ کے فضائل ومسائل	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۳۵
قربانی کے مسائل	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۴۷
قیامت کی نشانیاں اور اس کی صحیح تعبیر	حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی	۵۴
موت کی یاد	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۶۱
وفیات		۶۴

شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے سلسلہ وار مطبوعہ مضامین جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ پر پڑھے جاسکتے ہیں

http://www.jamiamadniajadeed.org/maqalat

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سید محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

۲۵ر جولائی کو پاکستان کی قومی اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات ہوئے، ملک کے بڑے بڑے تجزیہ نگاروں کے تخمینوں کے برعکس حتمی سرکاری نتائج کو ماسوا ''تحریک انصاف'' باقی تمام بڑی چھوٹی سیاسی جماعتوں نے غیر منصفانہ قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا ہے۔

متحدہ مجلس عمل کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہم نے اتحادی اور غیر اتحادی تمام جماعتوں کی ''آل پارٹیز کانفرنس'' کی فوری ضرورت کے پیشِ نظر ۲۷ر جولائی کو اسلام آباد میں آل پارٹیز کا اجلاس طلب کیا تھا، سرکاری اعلان کردہ انتہائی غیر منصفانہ نتائج نے پورے ملک میں اضطرابی حالت سے بھی آگے عوامی سطح پر اشتعالی کیفیت پیدا کر دی ہے یہودی ایجنڈے کی حامل بدترین پارٹی ''تحریک انصاف'' کی بلا اِستحقاق برتری عوامی مینڈیٹ کی پامالی ہے جس کے نتیجہ میں شدید عوامی ردِّعمل سونامی کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے منصوبہ ساز اِداروں کی بیدار مغزی غنودگی اور جمود کا شکار ہے یا پھر خدانخواستہ اسلام اور مسلمانوں کے عالمی دشمن ''قادیانیوں و آغا خانیوں'' کے ہاتھوں یرغمال ہے دونوں ہی صورتوں میں ملک کے حساس ادارے عوامی سیلاب سے ٹکرا سکتے ہیں جس کے نتیجہ میں خدانخواستہ ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی نازک صورتِ حال قابو سے باہر ہو کر ناقابلِ بیان انہونی

آفتوں کو جنم دے سکتی ہے ! سرکاری انتخابی نتائج کے اضطراب کا تا حال یہ عالم ہے کہ آج ۲۹ر تاریخ تک بھی یہ غیر حتمی ہی ہیں ؟ ؟ ؟

۲۶ر جولائی کو آرمی چیف کا بیان بھی غیر مناسب اور عوامی جذبات سے متصادم اور جانبدارانہ تھا جملوں کی تیزی یکدھاری تھی کسی کو گدگدا گئی تو کسی کو چھیل گئی، فوج ملک وقوم کا خادم ادارہ ہے خدمت کا یہ منصب بہت ذی وقار ہے اپنے ہی عوام کے ساتھ اس کو مدہم لہجہ ہی جچتا ہے جبکہ تیز وتند جملوں کا تبادلہ اسلام اور ملک کے دشمنوں کے درمیان موزوں ہے قرآن پاک میں مسلمانوں کے قائدین کے باہمی لب ولہجہ اور دشمن کے مدمقابل لب ولہجہ کی تصویر کشی ان جامع الفاظ میں کی گئی ہے :

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ﴾ (سُورۃ الفتح : ۲۹)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ جو اُن کے ساتھ ہیں کافروں پر (رُعب و دبدبہ کے اعتبار سے) بہت سخت ہیں، آپس میں بہت مہربان (وشیریں کلام) ہیں تم اُنہیں دیکھتے ہو رکوع سجدے کی حالت میں طلب کرتے ہیں اللہ سے فضل اور خوشنودی۔''

ان جیسے روّیوں اور لب ولہجہ کے نتیجہ میں ہی رُونما ہونے والا سانحہ مشرقی پاکستان ذہنوں سے محو نہ ہونا چاہیے اپنے ہی عوام کو دشمن تصور کرنے کے بعد سوائے پسپائی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

عراق، لیبیا اور شام کے رُونما ہونے والے انتہائی ماضی قریب کے حیوانی المیے نوشتہ دیوار ہیں جو باہمی برداشت اور تحمل کا موجب ہونے چاہئیں۔

حین التحریر بد کا ہوا اُونٹ کسی کروٹ بیٹھا دکھائی نہیں دیتا ہماری تمنا اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملکی قیادت پر اُن ہاتھوں کی گرفت مضبوط کردے جو ملک وقوم کی اساس ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے تقدس وناموس کے محافظ وعلمبردار ہوں۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس رحمہ اللہ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

اُنہیں منزلوں کے نشان ملے جو ترے قدم بقدم گئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

حکیمِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اُمت کی ہر معاملہ اور زندگی کے ہر شعبہ میں رہبری فرمائی ہے رہنے سہنے ملنے جلنے کھانے پینے اور بہت سے دیگر ایسے آداب کی اُمت کو تعلیم فرمائی ہے کہ ان پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیاوی و اُخروی کامرانیوں سے ہمکنار ہو سکتا ہے آپ کی عاداتِ طیبہ سے ہر مقام اور ہر موقع پر رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے آپ کے ارشادات وعادات کی پیروی فوز و فلاح کی ضامن ہے آپ کی اقتداء واتباع کے بغیر کامیابی محال ہے۔ ع

اُنہیں منزلوں کے نشان ملے جو ترے قدم بقدم گئے

ہر مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ آپ کے ارشادات اور خصائل وعادات سے واقفیت حاصل کرے اور ان کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے تاکہ حق تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو اور دنیا وآخرت میں شادمانی نصیب ہو۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث شریف میں آپ کی ایک عادتِ طیبہ کا ذکر فرمایا ہے اُس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اُنہیں سینہ مُبارک سے لگایا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسلام کے سچے اور قدیم شیدائی تھے ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ یوں ہوا تھا کہ آپ نے یہ سنا کہ مکہ میں ایک نبی پیدا ہوئے ہیں جو لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں

بت پرستی سے منع کرتے ہیں آپ نے اپنے بھائی کو تحقیق اور مفصل حالات معلوم کرنے کے لیے مکہ معظّمہ بھیجا چنانچہ وہ گئے اور واپس آکر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کر بتلایا کہ وہ بہت اچھے آدمی ہیں نیکیوں کی تعلیم دیتے ہیں اور برائیوں سے منع کرتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ تو تم نے مختصر بات کی اور میری تسلی نہیں کر سکے اور پھر آپ خود اسی غرض سے مکہ معظّمہ روانہ ہوئے وہاں جا کر کعبة اللہ کے پاس خاموش بیٹھ گئے اور لوگوں کو دیکھتے رہے لوگ کعبة اللہ کے پاس آتے اور اپنے اپنے طریق کے مطابق عبادت کر کے چلے جاتے رہے، آپ صبح سے شام تک بیٹھے رہے شام کے وقت ایک صاحب آئے اور آپ سے دریافت کیا کہ آپ باہر سے آئے ہیں ؟ جواب دیا ہاں، کہنے لگے جس کام کے لیے آئے تھے وہ ہوا ؟ جواب دیا ابھی نہیں ہوا ! اس کے بعد وہ صاحب آپ کو اپنے گھر لے گئے آپ وہیں رات رہے، صبح کو پھر وہیں آ بیٹھے اور اسی طرح شام تک بیٹھے رہے شام کو پھر ان ہی صاحب سے باتیں ہوئیں اور پہلے کی طرح آج بھی ان ہی کے ساتھ ان کے گھر گئے، ان صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کس غرض سے آئے ہیں ؟ کہنے لگے راز داری رکھیں گے ؟ جواب دیا ہاں ! پھر بتایا کہ یہاں جو نبی ظاہر ہوئے ہیں اُن سے ملنا چاہتا ہوں وہ صاحب کہنے لگے آپ میرے ساتھ چلیں آپ کو ان سے ملا دُوں گا (مگر یہاں خطرہ بہت ہے سارا مکہ بجز چند افراد کے نبی علیہ السلام کا دشمن ہے اس لیے) راستہ میں اگر کوئی خطرہ محسوس ہوا تو میں اپنی جوتی ٹھیک کرنے کے بہانے نیچے جھک جاؤں گا اور آپ آگے چلیں جائیں تاکہ لوگ آپ کو میرا ساتھی نہ سمجھیں چنانچہ دونوں آقائے نامدار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پہلی ہی ملاقات میں حضرت ابوذر غفاری کی طبیعت پر اتنا اثر ہوا کہ فوراً مسلمان ہوگئے رسولِ اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اب اپنے وطن چلے جاؤ جب یہ پتہ چل جائے کہ مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا تو آجانا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو کل ہی اپنے ایمان کا اعلان کر دوں گا ! ! آقائے نامدار ﷺ نے انہیں ان کی مرضی پر چھوڑا منع نہیں فرمایا کہ اعلان نہ کرو۔ ایمان کی برکت سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ میں ہمت و جرأت بڑھ گئی ایمان کے نشہ میں سرشار تھے اس لیے اعلان کی ٹھانی ! ! (علاوہ بریں انہیں کفار کی ایذا رسانی کا فکر اس لیے بھی نہ تھا کہ کفارِ مکہ کے

قافلے تجارت کے لیے جس راستے سے گزرتے وہاں ہی حضرت ابوذرؓ کا قبیلہ آباد تھا اور دستور یہ تھا کہ اگر کوئی قبیلہ کسی دوسرے قبیلے کے کسی فرد کی توہین کرتا تو سب قبیلے والے متفق ہو کر اس کا بدلہ لیتے، تو ہوسکتا ہے کہ ان کا خیال یہ بھی ہو کہ وہ اس وجہ سے کچھ نہ کہیں گے) چنانچہ صبح کو آپ نے اعلان فرمایا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں ! ! کافروں نے یہ سنا تو آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپ کی پٹائی شروع کی قریب تھا کہ ختم کر دیتے کہ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اِدھر سے گزرے جب ابوذر رضی اللہ عنہ کو اِس حال میں دیکھا تو فوراً اِن کے اُوپر لیٹ گئے تاکہ وہ بچ جائیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اگرچہ اِس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر اِن کی ہمدردیاں ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ رہیں ہر موقع پر اِن کی امداد کرتے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کافروں سے کہا کہ سوچ لو ! اِس کے قبیلے سے ہو کر تم گزرتے ہو اگر یہ وفات پا گیا تو تمہارا راستہ مسدود ہو جائے گا اور تجارت بند ہو جائے گی ! ! اس طرح سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کفار کے نرغہ سے بچایا۔

ان ہی (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ) سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ جناب جب رسالت مآب ﷺ سے تمہاری ملاقات ہوتی تھی تو کیا آپ مصافحہ فرماتے ؟ آپ نے جواب میں فرمایا ہاں جب بھی ملاقات نصیب ہوئی مصافحہ ضرور فرمایا، اور بتلایا کہ ایک روز آقائے نامدار ﷺ نے مجھے بلانے کے لیے آدمی بھیجا میں گھر پر نہیں تھا جب گھر آیا تو اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ نے بلایا ہے چنانچہ میں حاضرِ خدمت ہوا آپ تخت (چارپائی) پر تشریف فرما تھے میں گیا تو آپ نے مجھے گلے لگایا فرماتے ہیں کہ فَکَانَتْ تِلْکَ اَجْوَدُ [1] یہ نہایت ہی عمدہ (اداء اور عطاء) تھی۔

تو حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ آپ کی عادتِ طیبہ مصافحہ فرمانے کی تھی، مسلمان کا فرض ہے کہ آپ کی پاکیزہ عادات کو اپنائے، مصافحہ اور اس طرح کی دیگر سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی زیادہ کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین !

(بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۹ مئی ۱۹۶۹ء)

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الاداب باب المصافحة و المعانقة رقم الحديث ۴۶۸۳

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۶ قسط : ۸

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید کی جانب سے محدث ، فقیہ ، مؤرخ ، مجاہد فی سبیل اللہ ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے ، اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں ۔ (اِدارہ)

دین کامل

اِسلام کی مختصر تصویر قرآن و حدیث کے آئینہ میں

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب ؒ ﴾

اخلاق :

اخلاق کا میدان بہت وسیع ہے یہ دین کامل کی مختصر تصویر جو پیش کی جارہی ہے اس کے چھوٹے سے دامن میں کسی میدان کی گنجائش کہاں ، تاہم چند باب یہاں پیش کیے جارہے ہیں ۔

وجہ انتخاب یہ ہے کہ عام طور پر اِن کو اخلاق کے باب نہیں سمجھا جاتا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ ستون ہیں کہ اِن کے بغیر اخلاق کی کوئی عمارت بھی مستحکم نہیں ہوسکتی ! امن ، چین ، سکون ، اطمینان ، رواداری ، باہمی اعتماد ، تعاون ، آپس کی ہمدردی ، خیر خواہی ، اتحاد و اتفاق جو اخلاقیات کے مقاصد اور مہذب و بہترین سوسائٹی کی خصوصیات ہیں ان کے پودے ان ہی ابواب کی کیاریوں میں پھلتے پھولتے اور بار آور ہوتے ہیں جن کو پیش ِنظر صفحات میں سجایا جارہا ہے ، ان کے بعد چند ابواب میں اخلاقِ رذیلہ [1] کا ذکر بھی کیا جائے گا کہ ''بِضِدِّھَا تَتَبَیَّنُ الْاَشْیَاءُ'' [2] ! !

---

[1] گندے اخلاق [2] ایک دوسرے کی باہم مخالف چیزوں میں انتخاب مقابلہ کے بعد ہی ہوتا ہے ۔

عدل واِنصاف اور سچی گواہی :

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے تم کو کہ پہنچاؤ امانتیں امانت والوں کو اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو اِنصاف کے ساتھ۔'' ۱

اور جب بات کہو تو حق کہو اگرچہ وہ اپنا قریبی ہی ہو اور اللہ کا عہد پورا کرو۔'' ۲

مسلمانو ! ایسے ہو جاؤ کہ اِنصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے سچی گواہی دینے والے، اگر تمہیں خود اپنے خلاف یا اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے جب بھی نہ جھجکو، اگر کوئی مالدار یا محتاج ہو تو اللہ (تم سے زیادہ) ان پر مہربانی رکھنے والا ہے۔ (تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ مالدار کی دولت کے لالچ میں یا محتاج کی محتاجی پر ترس کھا کر سچی بات کہنے سے جھجکو یا بات چھپاؤ)۔'' ۳

مسلمانو ! ایسے ہو جاؤ کہ خدا کی سچائی کے لیے مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اِنصاف کے لیے گواہی دینے والے رہو اور دیکھو ایسا کبھی نہ ہو کہ کسی گروہ کی دُشمنی تمہیں اِس بات کے لیے اُبھار دے کہ (اس کے ساتھ) انصاف نہ کرو، (ہر حال میں) انصاف کرو کہ یہی تقوی سے لگتی ہوئی بات ہے۔'' ۴

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے ''جو امانتدار نہیں وہ ایماندار نہیں اور جو عہد کا پابند نہیں وہ دیندار نہیں۔'' ۵ ادائے حق میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔'' ۶

حضرت عبدالرحمن بن ابی فرادؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے وضو فرمائی تو صحابہ کرامؓ وضو کے پانی پر جھپٹ پڑے اور جو پانی گر رہا تھا اُس کو ہاتھوں میں لے کر اپنے اُوپر (عطر کی طرح) ملنے لگے۔ ارشاد ہوا، یہ کیا ؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ محبت کا یہی تقاضا ہوا آقائے دوجہاں ﷺ کا ارشاد ہوا اللہ اور اُس کے رسول سے سچی محبت کا تقاضا ہونا چاہیے زبان کی

---

۱ سورۂ نساء ع ۸ ۲ سورۂ انعام ع ۱۹ ۳ سورۂ نساء ع ۲۰ ۴ سورۂ مائدہ ع ۲

۵ بیہقی، شعب الایمان ۶ بخاری شریف ص ۳۲۳

سچائی (جو بات زبان سے نکلے وہ سچی ہو) جس کے پاس جواَمانت رکھوائی جائے وہ اُس کو پوری پوری ادا کردے، پڑوس میں رہنے والوں کے لیے اچھا پڑوسی بن کر رہے۔'' ۱

اقارب، اعزہ اور پڑوسی :

ایفائے عہد (معاہدہ کو پورا کرنے) کا ایک باب وہ ہے جس کو''صلہ رحم'' کہا جاتا ہے یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا جس طرح درخت کی شاخیں باہر ہوتی ہیں اسی طرح درخت کی جڑ میں بھی شاخیں ہوتی ہیں جو زمین کے اندر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اور جال دَر جال اُلجھی ہوئی ہوتی ہیں ان کو''بیل'' کہا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حق جل مجدہٗ کے اسم گرامی''الرحمٰن'' کو درخت سے تشبیہ دیتے ہوئے قرابت کو اس کی بیل یعنی اس کی جڑ کی شاخ فرمایا ہے اور یہ تنبیہ بھی فرمادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو اِن بیلوں کو جوڑتا ہے وہ مجھ سے رشتہ جوڑتا ہے اور جو اِن کو کاٹتا ہے وہ مجھ سے رشتہ توڑتا ہے۔ ۲

مختصر یہ کہ''دینِ کامل'' کی نظر میں اعزہ اقارب اور رشتہ داروں سے کنارہ کشی خدا پرستی نہیں یعنی بلکہ خدا پرستی کی چاشنی یہ ہے کہ ان رشتوں کو جوڑا جائے جن کو خدا نے جوڑا ہے اور صرف یہ نہیں کہ جو آپ سے جڑیں آپ اُن سے جڑیں اور جو توڑیں اُن سے آپ توڑ دیں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ تو معاوضہ ہے یہ حسنِ سلوک اور صلہ رحم نہیں، حسنِ سلوک اور صلہ رحم یہ ہے کہ جو آپ سے رشتہ توڑے اُن سے آپ جوڑیں اور ان کو اپنا بنائیں۔ ۳

رشتہ داری کی یہی اہمیت ہے جس کی بنا پر قرآنِ حکیم میں احسان بالوالدین کا تذکرہ اور عبادتِ رب کا حکم ساتھ ساتھ فرمایا گیا ہے چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل میں ہے'' تیرے رب نے فیصلہ کردیا ہے کہ صرف اُسی کی عبادت کرو اور اُس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور یہ کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو (احسان کرو)۔'' ۴

---

۱ بیہقی شعب الایمان بحوالہ مشکوۃ باب الشفقہ ۲ بخاری شریف کتاب الادب ص ۸۸۵

۳ بخاری شریف کتاب الادب ص ۸۸۶ ۴ سورہ بنی اسرائیل : ۲۳

پھر اسی طرح سورۂ انعام میں ہے: ''آؤ تمہیں بتادوں تمہارے رب نے تم پر کیا حرام کیا ہے خدا کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔'' ۱؎

سورۂ نساء میں صرف والدین نہیں بلکہ جملہ اقارب حتی کہ پڑوسیوں کو بھی اِسی زمرہ میں شامل فرمالیا گیا ہے ارشاد ہے ''اللہ کی بندگی کرو اور کسی چیز کو اُس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور حکم یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھو (ماں باپ کے علاوہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور پڑوسیوں کے ساتھ خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا رشتہ دار نہ ہوں، اجنبی ہوں، نیز پاس کے اُٹھنے بیٹھنے والوں کے ساتھ اور اُن لوگوں کے ساتھ جو مسافر ہوں یا لونڈی غلام جو تمارے قبضے میں ہوں اِن سب کے ساتھ احسان اور سلوک سے پیش آؤ، اللہ تعالیٰ اُن کو دوست نہیں رکھتا جو اِترانے والے، ڈینگیں مارنے والے ہوں، جو خود بھی بخیلی کرتے ہوں اور دوسروں کو بھی بخل کرنا سکھاتے ہوں'' ۲؎

ماں باپ اور دوسرے رشتہ دار اگر غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھے برتاؤ کی یہی تاکید ہے ! حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ ابھی مسلمان نہیں ہوئی تھیں مکہ میں رہا کرتی تھیں وہ مدینہ طیبہ آئیں تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ کیا ان سے برتاؤ اچھا رکھوں ؟ ارشاد ہوا ضرور ! ! ۳؎

قرآنِ حکیم میں غیر مسلم والدین کے متعلق ارشاد ہے ''اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں یعنی محض اوہام ہیں تو ان کا کہنا مت ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا۔'' ۴؎

آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مسلم اور غیر مسلم ہر ایک کے متعلق ہے کہ ذلیل ہوا، ذلیل ہوا، ذلیل ہوا وہ شخص جس کے ماں باپ (دونوں یا ایک) اس کے سامنے بوڑھے ہوئے اور وہ جنت میں نہ جاسکا۔'' ۵؎

۱؎ سورہ اَنعام : ۱۵۱ ۲؎ سورہ نساء : ۳۶، ۳۷ ۳؎ باب صلۃ الوالد المشرک بخاری شریف ص ۸۸۴
۴؎ سورہ لقمان : ۱۵ ۵؎ مسلم شریف ص ۱۳۱ ج ۲

حضورا کرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک ریشمی جوڑا عنایت فرمایا حضرت عمرؓ نے اس کو اپنے کافر بھائی کے پاس بطورِ تحفہ بھیج دیا جو مکہ میں رہتا تھا ! ! ؎۱

والدین کے علاوہ والدین کے دوستوں اور ملنے جلنے والوں کے متعلق بھی یہی ارشاد ہے کہ ''اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا اولاد کے لیے سب سے بڑی خوبی ہے۔'' ؎۲

زوجین :

سب سے زیادہ نازک رشتہ میاں بیوی کا ہے اس سلسلہ میں حضرت جل مجدہٗ کا ارشاد ہے اِن کے ساتھ رہن سہن اوران کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور اگر ایسا ہو کہ وہ تمہیں کسی وجہ سے ناپسند ہوں تب بھی سلوک اچھا رکھو اور نبھاؤ کی کوشش کرو کیونکہ بہت ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے اِسی ناپسند میں تمہارے لیے بہت کچھ بہتری رکھ دی ہو۔

نیز ارشاد ہے عورتوں کے لیے بھی اسی طرح کے حقوق مردوں پر ہیں جس طرح کے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک خاص درجہ دیا ہے۔ ؎۳

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے عورتوں کے متعلق اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں اس کو قبول کرو کیونکہ عورت کی مثال پسلی کی ہڈی جیسی ہے (اگر آپ سیدھا کرنا چاہیں گے تو توڑ دیں گے مگر سیدھا نہ کرسکیں گے) اگر آپ کام نکالنا چاہیں تو آپ اس کجی ہی کے ساتھ کام نکال لیجیے۔ ؎۴

عام رشتہ دار :

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے : ''بدسلوک جنت میں نہیں جائے گا۔'' ؎۵

''اَلرَّحِمُ'' یعنی قرابت کو خطاب فرما کر باری تعالیٰ کا ارشاد ہے : جو تیرے سے اچھا سلوک کرے گا اُس سے میں بھی اچھا سلوک کروں گا اور جو تیرے سے برا سلوک کرے گا اُس سے میں بھی برا سلوک کروں گا۔ ؎۶

؎۱ بخاری شریف ؎۲ مسلم شریف ص۳۱۴ ج۲ ؎۳ سورۂ بقرہ : ۲۲۸ ؎۴ بخاری شریف ص۷۷۹
؎۵ بخاری شریف ص۸۸۵، مسلم شریف ص۲۱۵ ؎۶ بخاری شریف ص۸۸۵

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے : ''جو شخص اپنے رزق میں فراخی اور عمر میں برکت چاہتا ہے وہ اپنے کنبہ سے اچھا سلوک کرے۔'' ۱

جو شخص اپنے بدسلوک رشتہ داروں کے ساتھ بھی خوش معاملگی سے پیش آئے وہ اچھا سلوک کرنے والا مانا جائے گا نہ وہ جو کہ بدلہ دے۔ ۲ جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔'' ۳

اہل وعیال کی پرورش :

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے تمہارے پروردگار کا تم پر حق ہے، تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے۔ ۴

اگر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑو گے تو یہ بہتر ہوگا اِس سے کہ اُن کو فقیر کنگال چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ تم خدا کی مرضی کا خیال کر کے جو بھی خرچ کرو گے، تمہیں اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ اُس لقمہ کا ثواب بھی پاؤ گے جو اپنی بیوی کے منہ میں رکھو۔ ۵

سب سے اچھا اور افضل صدقہ وہ ہے جو ''غِنًی'' یعنی اپنی ذاتی ضرورتیں پوری ہونے کے بعد کیا جائے (اس طرح کہ) اپنے کنبہ والوں سے شروع کرو پہلے اُن کو دو۔ ۶

عام حکم یہی ہے البتہ اللہ تعالیٰ کے وہ خاص بندے جو اپنے اُوپر اتنا قابو پا چکے ہیں کہ راہِ خدا میں مصیبت کو راحت سمجھتے ہیں، جو فقر و فاقہ کو ہنسی خوشی برداشت کرتے ہیں ان کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے اُوپر مقدم رکھتے ہیں جیسے کہ حضراتِ انصار کی یہ شان بیان کی گئی ہے کہ انہیں خواہ کتنی ہی سخت ضرورت ہو وہ دوسروں کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔ ۷

نیز ارشاد ہوا خادموں اور نوکروں کا روزینہ روک لینا ایسا گناہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں اور گناہ ہیچ ہیں۔ ۸

---

۱ بخاری شریف ص ۸۸۵، مسلم شریف ص ۲۲۷ ۲ بخاری شریف ص ۸۸۶ ۳ بخاری شریف ص ۸۸۶
۴ بخاری شریف ص ۲۶۴، ۲۶۵ ۵ بخاری شریف ص ۱۳، ۳۸۳، ۶۳۲، ۱۷۳
۶ بخاری شریف ص ۸۰۶ ۷ سورۂ حشر : ۹ ۸ مسلم شریف ج ۱ ص ۳۲۲

یتیم اور مصیبت زدہ :

اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طرح سے کہ بہتر ہو[۱] اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائیں تو ان کی ان کو فکر ہو، سو ان کو چاہیے کہ خدا سے ڈریں اور ٹھیک بات کہیں، جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں اور عنقریب داخل ہوں گے بھڑکتے ہوئے جہنم میں۔ [۲]

بیوہ، مسکین اور مجاہدین کے متعلقین کی خدمت کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ جیسا ہے یا اس شخص جیسا جو رات بھر عبادت کرے اور دن کو روزہ رکھے۔ [۳]

جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا تو خدا اس کی ضرورت پوری کرے گا جو شخص کسی مسلمان کی بے چینی کو دور کرے گا تو قیامت کے دن خداوند عالم اس کی بے چینی کو دور کرے گا جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ [۴]

پڑوسی اور اہلِ محلّہ :

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے :

(۱) جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ [۵]

(۲) خدا کی قسم مومن نہیں، خدا کی قسم مومن نہیں، خدا کی قسم مومن نہیں، سوال کیا گیا کون یا رسول اللہ ؟ ارشاد ہوا جس کا پڑوسی اُس کی ایذا سے محفوظ نہ رہ سکے۔ [۶]

(۳) جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ پڑوسی کے حق میں مجھے وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ کہیں وارث نہیں بنا دیا جائے۔ [۷]

---

[۱] سورہ انعام ع ۱۹ [۲] سورہ نساء ع ۱ [۳] بخاری شریف ص ۸۰۵ [۴] مسلم شریف ص ۳۲۰ ج ۲
[۵] بخاری شریف ص ۸۸۹ [۶] بخاری شریف ص ۸۸۵ [۷] بخاری شریف ص ۸۸۹

(۴) اے صاحب ایمان خواتین ! کسی پڑوسن کے ہدیہ کو حقیر مت سمجھو، بالفرض وہ بکری کا کھر ہی بھیجے۔ ۱؎

(ایک سوال) یارسول اللہ ﷺ میرے دو پڑوسی ہیں اگر زیادہ گنجائش نہ ہو تو اِن میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں ؟ ارشاد ہوا جس کا دروازہ زیادہ پاس ہو ! ! ۲؎

ارشاد ہوا اللہ کے دوستوں میں سب سے بہتر خدا کا دوست وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے سب سے بہتر ہو۔ ۳؎

غیر مسلموں کے ساتھ انصاف :

سورہ ممتحنہ آیت ۸، ۹ کا ترجمہ یہ ہے :

''اللہ نہیں منع کرتا ہے تم کو اُن لوگوں سے جو لڑتے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان لوگوں سے بھلائی کرو اور انصاف کا سلوک کرو بے شک اللہ چاہتا ہے انصاف والوں کو، اللہ تو منع کرتا ہے تم کو اُن لوگوں سے جو لڑتے ہیں تم سے دین پر اور نکالا تم کو تمہاے گھروں سے اور شریک ہوئے تمہارے نکالنے میں کہ اِن سے کرو دوستی اور جو کوئی ان سے کرے دوستی سو وہی ہیں گنہگار۔'' ۴؎

''اور تم لوگ برا نہ کہو اُن کو جن کی یہ لوگ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا، پس وہ برا کہنے لگیں گے اللہ کو بے ادبی سے بغیر سمجھے۔'' ۵؎

غیر مسلم ماں باپ کے متعلق قرآنِ پاک میں فرمانِ الٰہی ہے کہ'' شرک اور کفر میں ان کی پیروی مت کرو، باقی دنیاوی زندگی میں خوبی سے بسر کرو۔'' ۶؎

جو شخص کسی غیر مسلم کو قتل کردے جس سے معاہدہ ہو چکا تھا یا اپنے ملک کا (اقلیتی) باشندہ تھا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔ ۷؎

۱؎ بخاری شریف ص ۸۸۹ ۲؎ بخاری شریف ص ۸۸۹، ۳۳۰، ۳۵۳ ۳؎ ترمذی شریف باب حق الجوار
۴؎ سورہ ممتحنہ ع ۲ ۵؎ سورہ انعام ع ۱۳ ۶؎ سورۂ لقمان ع ۲ ۷؎ بخاری شریف ص ۴۴۰

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ مشرک تھیں وہ ملنے کے لیے آئیں تو حضور ﷺ نے حضرت اسماءؓ سے فرمایا کہ اِن کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ [1]

دربارِ رسالت میں عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ مشرکوں پر بددعا فرمائیے، رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا : بددعا کرنا میرا کام نہیں، میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ [2]

عام جاندار :

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

(۱) ایک عورت نے بلی کو باندھ دیا اور اس کو کھانے کو نہ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی اِس پر وہ عذاب میں مبتلا کی گئی۔ [3]

(۲) اور ایک فاحشہ عورت کو اِس پر بخش دیا گیا کہ اُس نے ایک کتے کو جو پیاس سے سسک رہا تھا پانی پلایا، اس نے اپنے موزے میں دوپٹہ باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور اس کے حلق میں ٹپکا دیا جس سے اُس کی جان بچ گئی۔ [4]

(۳) ایک چیونٹی نے ایک نبی کے کاٹ لیا اُس نبی نے چیونٹیوں کے سارے بل کو جلا ڈالا تو خدا نے اِس پر عتاب نازل فرمایا کہ ایک چیونٹی کے کاٹنے پر ایک ایسی جماعت کو جلا دیا جو اللہ کی تسبیح پڑھتی تھی [5]

(۴) صحابہ کرامؓ : یارسول اللہ ﷺ کیا ہمارے لیے ان جانوروں پر رحم کرنے میں ثواب ہے ؟ ارشادِ نبوی : ہر تر جگر والے پر رحم کرنے میں ثواب ہے۔ [6]

(۵) زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ [7]

(۶) صحابہ کرامؓ کا طریقہ یہ تھا کہ کسی منزل پر قیام کرنا ہوتا تو پہلے اُونٹوں کے اُوپر سے کجاوہ وغیرہ اُتار لیتے اس کے بعد نماز پڑھا کرتے تھے۔ [8]

---

[1] بخاری شریف ص ۳۵۷ [2] مسلم شریف ج ۲ ص ۳۲۳ [3] بخاری شریف ص ۳۱۸، ۴۹۵

[4] بخاری شریف ص ۴۰۷، ۴۹۳ [5] بخاری شریف ص ۴۲۴، ۴۶۷ [6] بخاری شریف ص ۸۸۹

[7] ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۴ [8] ابوداؤد شریف باب مایومر من القیام علی الدواب

خلقِ خدا کی خدمت :

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ خلقِ خدا اللہ کی عیال (کنبہ) ہے پس مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اللہ کے عیال اور کنبہ پر سب سے زیادہ احسان کرتا ہو۔ ؁۱

جو مسلمان لوگوں سے ریل میل رکھے اُن کی بری بات پر صبر سے کام لے، وہ اُس مسلمان سے بہتر ہے جو الگ تھلگ رہے اور کسی کی برائی کو برداشت نہ کرے۔ ؁۲

آنحضرت ﷺ کی مجلس شریف میں سب سے افضل وہ مانا جاتا جس کی خیرخواہی عام ہوتی اور سب سے بڑا مرتبہ اُس کا سمجھا جاتا جو عوام کا بہترین ہمدرد ہوتا جو اُن کے بوجھ اپنے اُوپر اُٹھا لینے میں سب سے بڑھا ہوا ہوتا۔ ؁۳

تبلیغ اور تعلیم و تعلّم :

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ''کیا برابر ہو سکتے ہیں اہلِ علم اور جاہل'' ؁۴ نیز ارشاد ہے ''اور چاہیے کہ تم میں رہے ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرے برائی سے اور یہی پہنچے اپنی مراد کو اور مت ہو اُن کی طرح جو متفرق ہو گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اِس کے کہ پہنچ چکے ان کو حکم صاف صاف اور ان کو بڑا عذاب ہے۔'' ؁۵

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: جو لوگ دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے قیامت کے روز اُن کی انتڑیاں دوزخ کے انگاروں پر بکھری ہوئی ہوں گی اور وہ ان کو اسی طرح گھسیٹتے ہوں گے جیسے خَراس کا گدھا خراس ؁۶ کو ؁۷

حضور اکرم ﷺ نے ایک روحانی سیر میں ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کو چت لٹا دیا گیا ہے اُس کے سر پر ایک بہت بڑا پتھر مارا جاتا ہے جس سے اس کا سر چور چور ہو جاتا ہے اور پتھر لڑھک جاتا ہے

؁۱ بیہقی ؁۲ ترمذی شریف ج۲ ص۳۰۷ ؁۳ شمائل ترمذی ص۲۴ ؁۴ سورۂ زمر : ۹

؁۵ سورۂ آل عمران ع ۱۱ ؁۶ آٹا پیسنے کی بڑی چکی جس کو بیل یا اُونٹ وغیرہ چلاتے ہیں۔

؁۷ بخاری شریف ص ۶۲، ۴۸۲، ۱۰۵۲

مارنے والا پتھر اُٹھانے جاتا ہے اتنی دیر میں اُس کا سر درست ہو جاتا ہے وہ دوبارہ پتھر مارتا ہے اور پھر ایسا ہی ہوتا ہے ! دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جس کو خدا نے قرآن کی دولت عطا فرمائی تھی مگر وہ عمل سے غافل رہا۔ ؎۱

تم میں بہتر وہ ہیں جنہوں نے قرآن شریف پڑھا اور پڑھایا اور خداوندِ عالم جس کے لیے بھلائی کا اِرادہ فرماتا ہے اُس کو دین کی سمجھ (بصیرت) عطا فرما دیتا ہے۔ ؎۲

میری طرف سے احکام پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور جو شخص میرے اُوپر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ ؎۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاب فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا کی قسم اگر خداوند عالم تمہارے ذریعہ سے ایک آدمی کو بھی ہدایت فرما دے تو یہ خدمت تمہارے لیے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت سے بھی بہتر ہوگی۔ ؎۴

بدعت اور اُس سے پرہیز :

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے : ''اے ایمان والو ! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے اور مت چلو قدموں پر شیطان کے، بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔'' ؎۵

شیطان کا کام یہ ہے کہ وہ وسوسہ ڈال کر بے اصل کام کو دلنشین کر دیتا ہے اور دین میں بدعتوں کو شامل کرا کر تمہارے دین کو خراب کرتا ہے اور تم اِس کو پسند کرتے ہو۔ ؎۶

اسلام میں جو کوئی برا طریقہ قائم کرے اُس پر اس کا گناہ بھی ہوگا اور اس طرح جو شخص اس پر عمل کرے گا اُس کا گناہ اِس کو بھی ملے گا اور اس بدعت نکالنے والے کو بھی کسی کے بوجھ میں کمی نہ ہوگی ؎۷

جو کوئی ایسا کام کرے جو ہمارے طریقہ کے مخالف ہو وہ کام مردُود ہے۔ ؎۸

؎۱ بخاری شریف ص ۱۸۵، ۲۸۰ ؎۲ بخاری شریف ص ۴۳۹ ؎۳ بخاری شریف ص ۴۹۱، ۹۱۵، ۱۷۲
؎۴ بخاری شریف ص ۶۱۶ ؎۵ سورۂ بقرہ : ۲۰۸ ؎۶ فوائد حضرت شیخ الہندؒ
؎۷ مسلم شریف ج ۱ ص ۳۲۷ ؎۸ بخاری شریف ص ۳۷۱

میں حوضِ کوثر پر تمہارا میر قافلہ ہوں گا (یعنی تم سب سے پہلے پہنچ جاؤں گا) تم میں سے کچھ آدمی آئیں گے جب میں اُن کو آبِ کوثر دینا چاہوں گا وہ بِچلے [1] ہوئے اُونٹوں کی طرح دھتکار دیے جائیں گے، میں پکاروں گا اِدھر آؤ، کہا جائے گا تمہیں نہیں معلوم اِنہوں نے کیا کیا بدعتیں ایجاد کی تھیں، میں کہوں گا ہٹادو، ہٹادو۔ [2] (جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

---

[1] بِھکے ہوئے یا بِدکے ہوئے [2] مسلم شریف ص ۱۲۷، بخاری شریف ص ۱۰۴۵

قسط : ۱۹

تبلیغِ دین

﴿ حجة الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمة اللہ علیہ ﴾

حَامِدً وَّ مُصَلِّیًا ! اِس زمانے میں اَجزائے دین میں سے اَخلاقِ حسنہ کو عوام نے اِعتقادًا اور خواص نے عمدًا چھوڑ دیا ہے اِس سے جو مفاسدِ دینیہ اور دُنیویہ پیدا ہو رہے ہیں اُس کا یہی علاج ہے کہ اِس کی تعلیم اور اِس کی تنبیہ کی جائے چنانچہ سلف نے اِس میں مختلف و متعدد کتابیں لکھی ہیں اُن سب میں جامع اور آسان تصنیف حجة الاسلام حضرت اِمام غزالی رحمة اللہ علیہ کی ہے ، اُن میں رسالہ ''اَربعین'' یعنی ''تبلیغ دین'' مختصر اور آسان ہے اَکابرین خصوصیت کے ساتھ اپنے مریدین کو اِس کتاب کے پڑھنے کا اِرشاد فرماتے تھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا عاشق اِلٰہی صاحب رحمة اللہ علیہ کو کہ اُنہوں نے اِس کتاب کا اُردو ترجمہ نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ظاہر اور باطن کی اِصلاح کی توفیق عطا فرمائے اور اِس کو نافع اور مقبول بنائے ، خانقاہِ حامدیہ کی طرف اِسے نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (اِدارہ)

مذموم اخلاق کی تفصیل اور طہارتِ قلب کا بیان

(۹) نویں اصل .... خود پسندی کا بیان :

خود پسندی کی مذمت :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''نفس کو پاک وصاف اور اچھا نہ سمجھا کرو'' یہ کافروں کی شان ہے کہ اپنے اعمال اور اپنے آپ کو اچھا سمجھیں، حدیث میں آتا ہے کہ ''خود پسندی تباہ کر دیتی ہے'' کیونکہ

آدمی جب اپنے آپ کو نیکوکار سمجھنے لگتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے اور سعادتِ اُخروی سے محروم ہو جاتا ہے حضرت بشر بن منصورؒ نے ایک مرتبہ نماز پڑھی اور دیر تک پڑھی اتفاق سے ایک شخص ان کو دیکھ رہا تھا چونکہ خود پسندی کے احتمال کا موقع تھا اس لیے نماز سے فارغ ہو کر فرمانے لگے کہ میاں میری اس حالت سے دھوکہ نہ کھائیو، شیطان نے چار ہزار برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی مگر انجام اُس کا جو ہوا وہ سب کو معلوم ہے غرض مسلمان کی شان نہیں ہے کہ اپنی عبادت کو عبادت اور اپنی طاعت کو طاعت سمجھے کیونکہ اوّل تو قبولیت کا علم نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ عبادت واقع میں عبادت ہوئی یا یوں ہی بے کار گئی دوم یہ کہ اعتبار خاتمہ کا ہے اور خاتمہ کا حال کوئی جانتا ہی نہیں کہ کس حال پر ہونا ہے۔

ناز اور خود پسندی اور تکبر میں فرق :

خود پسندی بھی تکبر کی ایک شاخ ہے فرق صرف اتنا ہے کہ تکبر میں دوسرے لوگوں سے اپنے نفس کو بڑا سمجھا جاتا ہے اور خود پسندی میں دوسرے لوگوں کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے نفس کو اپنے خیال میں کامل سمجھ لینا اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنا حق خیال کرنا یعنی ان کو اللہ کا فضل و کرم نہ سمجھنا اور ان کے زوال سے بے خوف ہو جانا خود پسندی اور عجب کہلاتا ہے۔

ناز کی علامت :

اگر یہاں تک نوبت پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے آپ کو ذی مرتبہ اور باوقعت سمجھنے لگے تو یہ ناز کہلاتا ہے اور اِس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اپنی دعا کے قبول نہ ہونے سے تعجب اور اپنے موذی دشمن کو سزا و عذاب نہ ملنے سے حیرت ہوتی ہے کہ ہم جیسوں کی دعا قبول نہ ہو اور ہمارے دشمن پامال نہ ہوں۔

تنبیہ : یاد رکھو کہ اپنی عبادت پر نازاں ہونا اور اپنے آپ کو مقبولِ خدا اور کسی قابل سمجھنا بڑی حماقت ہے البتہ اگر اللہ کی نعمت پر خوش ہو اور اُس کے چھن جانے کا بھی خوف دل میں رکھو اور اتنا ہی سمجھو کہ یہ نعمت حق تعالیٰ نے فلاں علم کے سبب مجھ کو مرحمت فرمادی ہے اور وہ مالک و مختار ہے

جس وقت چاہے اِس کو مجھ سے لے لے تو خود پسندی نہیں ہے کیونکہ خود پسند شخص نعمت کا منعمِ حقیقی کی جانب منسوب کرنا بھول جاتا ہے اور جملہ نعمتوں کو اپنا حق سمجھنے لگتا ہے۔

غیر اختیاری خوبی پر ناز ہونے کا علاج :

خود پسندی بڑی جہالت ہے لہٰذا اس کا علاج کرنا چاہیے پس اگر غیر اختیاری خوبیوں مثلاً قوت وزور یا حسن و جمال پر عجب ہو تب تو یوں سوچو کہ اِن چیزوں کے حاصل ہونے میں میرا دخل ہی کیا ہے کہ ناز کروں اللہ تعالیٰ کا محض فضل و احسان ہے کہ اُس نے بلا استحقاق یہ خوبیاں مجھ کو عطا فرمادیں علاوہ ازیں ظاہر ہے کہ یہ سب خوبیاں معرضِ زوال میں ہیں کہ ذرا سی بیماری اور ضعف لاحق ہوا تو سب جاتی رہیں گی پس دوسرے کے ناپائیدار عطیہ پر عجب کیسا اور اگر عمل و علم یا زہد و تقوی اور عبادت و ریاضت یعنی اختیاری افعال پر ناز ہو تو اِس میں غور کرو کہ یہ کمالات اور محاسن کیونکر حاصل ہوئے اگر اللہ تعالیٰ ذہن رسا اور طاقت و ہمت دماغ و بینائی ہاتھ پاؤں قصد و اِرادہ مرحمت نہ فرماتا تو کوئی کمال کیونکر حاصل ہوتا اُسی کا حکم تھا کہ کوئی مانع پیش نہیں آیا ورنہ میں مجبور تھا کہ خود کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔

یہ ضرور مسلّم ہے کہ انسان کو اِختیار و اِرادہ دیا گیا ہے جس سے اچھے یا برے کام کرتا ہے مگر اختیار و اِرادہ کی عطا بھی تو اُسی اللہ کی ہے اور پھر تمام اسباب کا مہیا کر دینا اور کامیابی دینا غرض ابتدا سے لے کر اِنتہا تک سب کچھ اللہ ہی کے اختیار میں ہے پس ایسی حالت میں ناز کرنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اگر خزانہ کی کنجی بادشاہ کے ہاتھ میں ہو اور وہ خزانہ کھول کر تمہارے سپرد کر دے اور تم اس میں سے جواہرات اپنی خواہش کے مطابق اپنی گود میں بھر لو اور پھر ناز کرنے لگو کہ میں نے اتنا روپیہ حاصل کیا تو ظاہر بات ہے کہ احمق سمجھے جاؤ گے کیونکہ اگرچہ جواہرات کے سمیٹنے والے تم تھے مگر خزانہ تو شاہی تھا اور کنجی تو بادشاہ ہی کے ہاتھ میں تھی اُسی نے تم پر احسان کیا اُسی نے کنجی عطا فرمائی اور اُسی کی اجازت سے تم خزانہ کی کوٹھری میں داخل ہوئے پھر اتنی بے اختیاری پر تم کو اپنے فعل پر ناز اور خود پسندی کیونکر درست ہوسکتی ہے۔

عبادات وغیرہ اختیاری خوبیوں پر نازاں ہونے کا علاج :

تعجب تو اس بات پر آتا ہے کہ عاقل و سمجھدار اور پڑھے لکھے ہوشیار لوگ اس موقع پر جاہل بن جاتے ہیں اور اپنی عقل و علم پر ناز کرنے لگتے ہیں کہ اگر کسی جاہل و بے وقوف کو تونگر پاتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا ؟

تم تو عالم و عاقل ہو کر مال سے محروم رہیں اور یہ جاہل و نادان ہو کر مالدار متمول بن جائے بھلا کوئی پوچھے علم و عقل تم کو نصیب ہوا اور جاہل اِس نعمت سے محروم رہا ایسا کیوں ہوا ؟ کیا ایک نعمت کو دوسری نعمت کا سبب سمجھ کر اس پر استحقاق جتاتے ہو اگر علم اور مال دونوں چیزیں تم کو ہی دے دی جاتیں اور جاہل فقیر دونوں سے محروم کر دیا جاتا تو یہ بات درحقیقت زیادہ تعجب کی تھی کہ مخلوق میں ایک کو تو سب کچھ مل گیا اور دوسرے کو کچھ بھی نہ ملا، بھلا کوئی بادشاہ تم کو گھوڑا مرحمت فرمادے اور دوسرے شخص کو غلام دیوے تو کیا یوں کہنے کی تم کو ہمت ہے کہ واہ صاحب اُس کو غلام کیوں دیا گیا اس کے پاس گھوڑا تو ہے ہی نہیں اور میں چونکہ گھوڑا رکھتا ہوں لہٰذا غلام بھی مجھ ہی کو ملنا چاہیے تھا ایسا خیال کرنا بڑی بے وقوفی اور جہالت کی بات ہے عقلمندی کی بات یہی ہے کہ عطائے خداوندی پر شکر ادا کرو اور سمجھ لو کہ حق تعالیٰ کا بڑا کرم ہے کہ اُس نے ابتداءً بلا استحقاق مجھ پر کرم فرمایا اور عقل و علم جیسی نعمت بخشی جس کے مقابلہ پر مال کی کوئی حقیقت ہی نہیں اور پھر شکر گزاری و عبادت کی توفیق مرحمت فرمائی اور دوسروں کو اس سے محروم رکھا حالانکہ یہ محرومی بھی کسی جرمِ سابق کی سزا یا قصور کا بدلہ نہیں ہے پس جب ایسا خیال کرو گے تو خوف الٰہی پیدا ہوگا اور سمجھو گے کہ جس نے بلا استحقاق انعام فرمایا ہے وہ اگر بلا قصور اس نعمت کو چھین بھی لے تو کوئی چون و چرا نہیں کرسکتا اور کیا خبر ہے کہ یہ نعمت مکر اور استدراج (ڈھیل) ہو اور وبالِ جان اور عذاب کا سبب بن جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان پر ہر نعمت کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوگئے اور پھولے نہ سمائے تو یکایک ان کو پکڑ لیا، جب یہ خیالات ذہن نشین ہوں گے خشیت اور خوف تم سے کسی وقت بھی دور نہ ہوگا اور کسی نعمت پر نازاں اور خوش نہ ہوؤ گے پس عجب سے بآسانی نجات مل جائے گی۔ ✿ ✿ ✿

(جاری ہے)

قسط : ۱۰

فضائلِ مسجد

حضرت مولانا صدر الدین صاحب انصاری ، انڈیا
تلمیذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ

مسجد کو صاف رکھنا :

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَۃٌ وَّکَفَّارَتُھَا دَفْنُھَا. [1]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اس کا دفن کر دینا ہے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ مسجد کے احترام کی کس قدر تاکید فرماتے تھے، پیاز لہسن کی ہی تخصیص نہیں بلکہ ہر بدبودار چیز اِسی حکم میں ہے بیڑی، سگریٹ حقہ وغیرہ سب اسی درجہ میں ہیں بلکہ فقہا نے لکھا ہے کہ جو گندہ دہن ہوں جن کے منہ سے بدبو آتی ہو اُن کو بھی مسجد میں داخل ہونے سے پہلے منہ اچھی طرح صاف کر لینا چاہیے۔

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ والی حدیث کا مقصد یہ نہیں ہے کہ صرف تھوکنے ہی کی ممانعت ہے بلکہ ہر گندگی اسی حکم میں آتی ہے۔ دفن کر دینے کا مقصد یہ ہے کہ اس کو وہاں سے ہٹا کر صاف کر دے، اب پختہ فرش ہوتے ہیں اس کو صاف کر دینا چاہیے پہلے ریت ہی ریت ہوتی تھی اس کو دھو کر صاف نہیں کیا جا سکتا تھا۔

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَأٰی فِیْ جِدَارِ الْقِبْلَۃِ مُخَاطًا اَوْ بُصَاقًا اَوْ نُخَامَۃً فَحَکَّہٗ. [2]

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الصلٰوۃ رقم الحدیث ۷۰۸ [2] بخاری شریف کتاب الصلٰوۃ رقم الحدیث ۴۰۷

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مسجد کی) قبلہ والی دیوار میں تھوک یا بلغم یا ناک کی رینٹ میں سے کوئی چیز دیکھی تو آپ نے اس کو رگڑ کر صاف فرمادیا۔''

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْئٍ مِنْ ھٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذْرِ اِنَّمَا ھِیَ لِذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَالصَّلٰوۃِ وَ قِرَاءَ ۃِ الْقُرْآنِ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ [۱]

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مسجدیں پیشاب گندگی وغیرہ کی متحمل نہیں ہیں یہ تو صرف اللہ کے ذکر اور نماز اور قرآن کی تلاوت کے لیے ہیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہم نے اُن حضرات کے لیے نقل کی ہے جو غلط قسم کی بڑائی میں مبتلا ہیں مسجد کی صفائی کرنا یا اس کی خدمت کرنا اپنی توہین سمجھتے ہیں، عبرت کا مقام ہے کہ سرورِ کائنات رسول اللہ ﷺ تو دوسروں کے تھوک سنگ صاف کرنے میں شرم محسوس نہ فرمائیں اور ہم مسجد میں صف بچھانے یا جھوڑ و دینے تک میں اپنی توہین سمجھیں۔

یہی ایک واقعہ نہیں بلکہ سیرت و حدیث کی کتابیں اس قسم کے ہزاروں واقعات سے بھری پڑی ہیں، مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد جب مسجدِ نبوی کی تعمیر شروع ہوئی تو حضور اقدس ﷺ دوسرے صحابہؓ کی طرح خود بھی اس تعمیر میں شریک تھے اپنے دستِ مبارک سے اینٹ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے صحابہؓ عرض کرتے کہ ہماری جانیں آپ پر قربان آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں مگر آپ راضی نہ ہوئے خود بھی مزدوروں کی طرح کام کرتے۔

یہاں کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ کسی نے مسجد میں کیوں تھوک دیا تھا، بات یہ ہے کہ قوم حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اِس قدر جاہل اور ناواقف تھی کہ اس کو موٹی موٹی باتوں کی بھی خبر نہ تھی وہ

---

[۱] مسلم شریف کتاب الطھارۃ رقم الحدیث ۲۸۵

جانتے ہی نہ تھے کہ مسجد کے آداب کیا ہیں اس کا کیا رتبہ ہے جس طرح آپ اپنے صحابہ کو تدریجاً احکام بتاتے گئے صحابہ اُس پر عمل کرتے گئے اور ان کی تربیت ہوتی گئی پھر ایسی کامل و مکمل ہستیاں ہوئیں کہ آج تک دنیا حیران ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے اتباع کی توفیق عطا فرمادے، آمین۔

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے اور اُس زمانہ کی مسجد آج کل کی مسجدوں جیسا کوئی عظیم الشان محل تو تھا نہیں جس کو دیکھ کر آدمی گھبرا جائے کہ یہ کیا چیز ہے، سیدھی سادی کچی کھجور والی مسجد تھی اس کا فرش ایسا رہتا تھا جیسی عام زمین ہوتی ہے۔ اور دوسرے پہلو سے دیکھئے تو آج اِس دور میں بھی جب انسان کو متمدن بنایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس نے تہذیب و تمیز سیکھ لی ہے انسان اپنی ان بشری غلطیوں سے خالی نہیں ہے، ہزار ہا آدمی مسجد میں بیٹھتے ہوئے ناخن، ایڑیاں یا ڈاڑھی نوچتے یا کان و ناک میں اُنگلیاں ڈالتے رہتے ہیں، یہ سب باتیں آدابِ مسجد اور اس کے احترام کے خلاف ہیں حالانکہ اس قسم کی یہ حرکتیں کرنے والوں میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو یہ مسائل جانتے ہیں۔

لا پرواہی اور بے حرمتی پر وعید :

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (سُورة البقرة : ۱۱۴)

''اور اُس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر کیے جانے سے بندش کرے اور ان کے ویران ہونے میں کوشش کرے، ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت ہو کر ان میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیے ان لوگوں کی دنیا میں رُسوائی ہوگی اور ان کو آخرت میں بھی سزائے عظیم ہوگی۔''

اس آیت کے بارے میں مفسرین کے مختلف قول ہیں کہ مشرکینِ مکہ کے بارے میں نازل ہوئی یا نصاریٰ کے بارے میں، بہرحال جس کے بارے میں بھی نازل ہو حکم عام ہے اور ہر شخص اِس کا مصداق ہے جو مسجدوں میں اللہ کے ذکر سے روکے اور ان کے ویران ہو جانے کی کوشش کرے۔

اب اس ناپاک غرض کے لیے جو راستہ بھی اختیار کرے شور و غب مچا کر لوگوں کو مسجدوں سے روکے یا کوئی لہو لعب کھڑا کر کے لوگوں کی توجہ مسجد سے ہٹائے یا خود مسجد میں ایسے حالات پیدا کرے جو اللہ کا ذکر کرنے میں حائل ہوں۔ مسجد کے ویران کر دینے سے صرف یہی مطلب نہیں ہوگا کہ اس کو گرا دے یا منہدم کر دے بلکہ جب مسجد کو اصل غرض و غایت یعنی نماز و ذکر سے خالی کر دیا خواہ کسی طریقہ سے خالی کیا ہو وہ ویران ہوئی اس پر اس وعید کے منطبق ہو جانے کا خطرہ ہے اس لیے مسجد میں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے مسجد والے عمال اور معمولات میں خلل واقع ہو کیونکہ جو لوگ ایسی حرکت کے مرتکب ہوں گے اُن کے لیے دنیا و آخرت میں رُسوائی ہی رُسوائی ہے جیسا کہ اُوپر کی آیت سے ظاہر ہے اللہ جل شانہ ہم سب کو محفوظ رکھے۔

اس آیت سے یہ بھی واضح ہوا کہ مسجد تو ایسی جگہ ہے کہ اس میں بہت خوف و ہیئت کے ساتھ داخل ہونا چاہیے کہ کوئی بے ادبی نہ ہو جائے کوئی بے ضابطہ حرکت نہ ہو جائے کہ یہ سب سے بڑے حاکم کا گھر ہے چنانچہ بزرگوں سے منقول ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت ان پر ایسے خوف و خشیت کا غلبہ ہوتا کہ کانپنے لگتے تھے۔

مخیّر حضرات سے اپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

اصلاحی مقالات سلسلہ نمبر۴ قسط : ۱

قرآنِ مجید کا اعجاز

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہریؒ ﴾

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس میں کئی طرح سے اعجاز ہے یہ اعجاز تو مشہور ہی ہے کہ کوئی بھی شخص کیسا ہی فصیح و بلیغ ہو، عربی کا ادب کا ماہر ہو، عربی زبان سے واقف ہو، اسالیب کلام کو جانتا ہو، قرآن جیسی سورت بنا کر نہیں لاسکتا، نہ کوئی لا سکا ہے اور نہ لا سکے گا اسی کو سورۂ اسراء میں فرمایا :

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا﴾ (سُورۃ الاسراء : ۸۸)

''آپ فرمادیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ قرآن جیسی کوئی چیز لے آئیں تو اِس جیسی کوئی چیز نہیں لا سکتے اگر چہ آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہو جائیں۔''

یہ معجزہ ساری دنیا کے سامنے ہے قرآن نے تمام انسانوں اور جنات کو چیلنج کیا ہے لیکن سب اس جیسی چیز بنا کر لانے سے عاجز ہیں اور عاجز رہیں گے۔ اور قرآنِ مجید کا ایک یہ معجزہ ہے جو سب کے سامنے ہے کہ اسے عورتیں، بوڑھے، بچے، جوان سب ہی حفظ کر لیتے ہیں، اتنی بڑی کتاب کوئی بھی شخص اپنی زبان کی لفظ بہ لفظ اور حرف بہ حرف یاد نہیں کرسکتا۔

قرآن بالفاظہ و حروفہ سینوں میں محفوظ ہے اگر بالفرض خدانخواستہ سارے مصاحف ختم ہو جائیں تو قرآنِ مجید پھر بھی محفوظ رہے گا، ایک نوعمر حافظ بچہ کھڑے ہو کر پورا قرآنِ مجید لکھوا سکتا ہے اہلِ کتاب نے لکھے ہوئے صحیفوں پر بھروسہ کیا اس لیے اپنی کتاب ضائع کر دی اب اُن کے پاس ترجمے ہی ترجمے ہیں اصل کتابیں نہیں ہیں جن سے ترجموں کا میلان کیا جا سکے اور اسی وجہ سے کہ اصل کتابیں محفوظ نہیں رکھیں (حالانکہ اُن کے ذمہ اصل کتاب کی حفاظت ڈالی گئی تھی)۔

﴿ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ﴾ (سُورة المائدة : ۴۴)

تو اب ان میں اختلاف ہے تناقص ہے ترجموں میں تعارض ہے اور حقیقت تک پہنچنے کا ان کے پاس کوئی راستہ نہیں، اپنی کتابیں ضائع کرنے کی وجہ سے وہ حق اور حقیقت سے محروم ہوئے اور عقائدِ کفریہ اور شرکیہ اختیار کر لیے قرآنِ مجید نے ان کی واضح تردید فرمائی اور حقائق سے باخبر کیا تو ان کے افتراء کو واضح طور پر بیان فرمایا اور توریت وانجیل کے مضامین کی حفاظت فرمائی جیسا کہ سورۂ مائدہ میں فرمایا :

﴿ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ﴾[1]

''اور ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی جو اُس کی تصدیق کرنے والی ہے جو اِس سے پہلے ہے اور اُس کی نگران ہے۔''

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام بھی ہے، یہ مسلمانوں کی کتنی بڑی سعادت ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ان کی زبانوں پر جاری ہے چھوٹے چھوٹے بچے بھی بے تکلف روانی کے ساتھ پڑھتے ہیں متشابہات تک یاد ہیں، جنہیں قرآن مجید حفظ یاد ہے سوتے میں بھی تلاوت کرتے چلے جاتے ہیں۔ تَقْرَأُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ.[2]

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

''اللہ تعالیٰ نے حفظِ قرآن کی نعمت دی پھر اُس نے کسی دوسری نعمت کی وجہ سے کسی کے بارے میں یہ سمجھا کہ اُس کو جو نعمت دی گئی وہ اِس نعمت سے افضل ہے جو مجھے دی گئی تو اُس نے سب سے بڑی نعمت کی ناقدری کی۔''[3]

قرآنِ مجید کا ایک یہ بھی معجزہ ہے کہ ہزاروں بار پڑھ لو سن لو ہر مرتبہ نیا ہی معلوم ہوتا ہے کسی دوست کا خط آئے تو اُسے دو چار مرتبہ پڑھ کر رکھ دیتے ہیں طبیعت بھر جاتی ہے لیکن قرآنِ حکیم جتنی مرتبہ بھی پڑھا جائے سنا جائے اس کے لطف اور لذت میں کچھ فرق نہیں آتا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے

---

[1] سُورة المائدة : ۴۸ [2] مشكوة شريف كتاب الرقاق رقم الحديث ۵۳۷۱

[3] السراج المنير شرح الجامع الصغير ج ۴ ص ۲۷۰

پہلی بار ہی پڑھ رہے ہیں، دیکھئے سورۃ الفاتحہ نمازیوں نے ہزاروں مرتبہ پڑھ لی اور سینکڑوں مرتبہ امام سے سن لی لیکن ہر مرتبہ نئی چیز معلوم ہوتی ہے اور کانوں کو بھی لطف آتا ہے اور زبان بھی ہمیشہ لذت آشنا رہتی ہے بلکہ ہمیشہ لطف دوبالا ہوتا چلا جاتا ہے اس کو امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

واخلق به اذ ليس يخلق جدة جديد اهواليه على الجد مقبلا

وخير جليس لا يمل حديثه وترداده يزداد فيه تجملا

یہ بات تو سب لوگوں میں مشترک ہے جنہوں نے قرآن پڑھا ہو یا نہیں پڑھا، سننے اور پڑھنے میں سب کو لذت معلوم ہوتی ہے اور جن لوگوں نے قرآن پڑھا اور اس کے معانی سیکھے اور اس کی فصاحت اور بلاغت کو سمجھا اس کی تفسیریں لکھیں ان کے کیف اور لذت کا کیا ٹھکانا !

☆ جس کے دل میں قرآن نہیں وہ بہت بڑا محروم ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْئٌ مِنَ الْقُرْآنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ [1]

''بلا شبہ جس دل میں قرآنِ مجید کا کچھ حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔''

☆ پھر قرآن کی تلاوت کا بھی بہت ثواب ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :

''جس نے اللہ کی کتاب سے ایک حرف پڑھ لیا اُس کو ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہو کر ملے گا، میں یہ نہیں کہتا کہ ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ہے اور ''لام'' ایک حرف اور ''میم'' ایک حرف ہے۔'' (رواہ الترمذی)

جس نے قرآن پڑھا اور اُس پر عمل کیا اُس کے والدین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خوشخبری دی ہے کہ :

''انہیں قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی اس روشنی سے بھی اچھی ہوگی جبکہ وہ دنیا والے گھروں میں تمہارے اندر موجود ہوں (اس کے بعد فرمایا) اُس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے اس قرآن پر عمل کیا۔'' [2]

[1] مشکوۃ شریف کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث ۲۱۳۵ [2] مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۲۱۳۹

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ؒ نے فرمایا کہ ماں باپ کو یہ درجہ اس لیے دیا جائے گا کہ اصل توجہ اور محنت ان ہی کی ہے انہوں نے بچہ کو قرآن پڑھنے لگایا، اسکولوں سے بچایا پھر بچہ بار بار اُستاد کے پاس بھیجا اگرچہ بھاگ کھڑا ہوا تو اُسے سمجھا بجھا کر (نرمی سے یا سختی سے جو صورت بھی مناسب ہوئی) بار بار مدرسوں میں پہنچایا بچہ کی دلداری کی اُس کے لیے جلدی سے ناشتہ تیار کیا وغیرہ وغیرہ۔

جن لوگوں کو قرآن سے اُلفت نہیں ہوتی وہ اپنے بچوں کو اسکول کی راہ دکھاتے ہیں، بہت سے ظالم تو مشن اسکولوں میں داخل کرتے ہیں، انگریزی بال کٹے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اُس کے گلے میں ٹائی باندھتے ہیں پھر چند سال بعد اُس کو پتلون میں داڑھی منڈی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں بیس سال کا لڑکا ہو گیا میٹرک بھی کر لیا دنیا کی پٹری پر چل رہا ہے لیکن اُس کے دین و ایمان کا کیا ہوا ؟ قرآن اس کو کتنا یاد ہے ؟ نماز یاد ہے یا نہیں ؟ اگر یاد ہے تو صحیح یاد ہے یا نہیں، اس کا کچھ احساس نہیں۔

دنیا اور دنیا کی محبت نے ایسے لوگوں کو قرآن سے اور اس کے حفظ کرنے سے اس کی تجوید اور قراءت سے محروم کر دیا، خود بھی آخرت سے بے فکر ہیں اور بچوں کو بھی طالبِ دنیا بنا کر ان کا ناس کھوتے ہیں، بات یہ ہے کہ عمومًا مسلمانوں میں نسلی مسلمان رہ گئے یعنی ان کے باپ دادا مسلمان تھے یہ بھی ان کے گھروں میں پیدا ہو گئے، اسلام کو اس کے تقاضوں کے ساتھ نہ پڑھا نہ سمجھا جیسے خود ہیں ویسے ہی اولاد کو بنانا چاہتے ہیں، جو لوگ اصلی مسلمان ہیں وہ لوگ قرآن کو سینہ سے لگاتے ہیں حفظ کرتے ہیں، تجوید سے پڑھتے ہیں بچوں کو بھی حفظ کرواتے ہیں اور اس کے معانی بتاتے ہیں عالم بناتے ہیں علماء کی صحبتوں میں لے جاتے ہیں۔

اپنے بچوں کو حفظ میں لگاؤ یہ بہت آسان کام ہے جاہلوں نے مشہور کر دیا ہے کہ قرآن حفظ کرنا لوہے کے چنے چبانے کے برابر ہے، یہ بالکل جاہلانہ بات ہے قرآن حافظہ سے یاد نہیں ہوتا، معجزہ ہونے کی وجہ سے یاد ہوتا ہے۔

ہم نے تجربہ کیا ہے کہ دنیا کے کام کاج کرتے ہوئے اور اسکول کالج میں پڑھتے ہوئے بہت سے بچوں نے قرآن شرف حفظ کر لیا، بہت سے لوگوں نے سفید بال ہونے کے بعد حفظ کرنا شروع کیا

اللہ جل شانہٗ نے ان کو بھی کامیابی عطا کی ، جو بچہ حفظ کر لیتا ہے اُس کی قوتِ حافظہ اور سمجھ میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ آئندہ جو بھی تعلیم حاصل کرے ہمیشہ اپنے ساتھیوں سے آگے رہتا ہے۔ قرآن کی برکت سے انسان دنیا وآخرت میں ترقی کرتا ہے افسوس ہے کہ لوگوں نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں کوئی قرآن کی طرف بڑھے تو قرآن کی برکات کا پتہ چلے۔

بہت سے جاہل کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح رٹانے سے کیا فائدہ ! یہ لوگ روپے پیسے کو فائدہ سمجھتے ہیں ہر حرف پر دس نیکیاں ملنا اور آخرت میں ماں باپ کو تاج پہنایا جانا اور قرآن پڑھنے والے کا اپنے گھر کے لوگوں کی سفارش کر کے دوزخ سے بچوا دینا فائدہ میں شمار ہی نہیں کرتے ، کہتے ہیں کہ حفظ کر کے مُلا بنے گا تو کہاں سے کھائے گا ! میں کہتا ہوں کہ حفظ کر لینے کے بعد تجارت اور ملازمت سے کون روکتا ہے، مُلا بننا تو بہت بڑی سعادت ہے جسے اپنے لیے یہ سعادت مطلوب نہیں وہ اپنے بچے کو تو حفظ قرآن سے محروم نہ کرے جب حفظ کر لے تو اُسے دنیا کے کسی بھی حلال مشغلے میں لگایا جا سکتا ہے اور یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ جتنے سال میں یہ بچہ حفظ کرے گا اُس کے یہ سال دنیوی تعلیم کے اعتبار سے ضائع نہیں ہوں گے کیونکہ حفظ کر لینے والا حفظ سے فارغ ہو کر چند ماہ کی محنت سے چھٹی ساتویں جماعت کا امتحان با آسانی دے سکتا ہے یہ محض دعوی نہیں تجربہ کیا گیا ہے ﴿ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾

بچوں کو قرآنِ کریم کی تعلیم پر لگانے والے دنیا کی چند دن کی چمک دمک کو نہیں دیکھتے اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے آخرت کی کامیابی اور وہاں کی نعمتوں سے مالا مال ہونے کے لیے فکر مند ہوتے ہیں ﴿ فَاُولٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴾

جس طرح قرآن مجید کو یاد کرنا ضروری ہے اسی طرح اس کو یاد رکھنا بھی ضروری ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : ''قرآن کو یاد رکھنے کا دھیان رکھو (یعنی نماز و خارجِ نماز اس کی تلاوت کرتے رہو) قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو اُونٹ رسیوں میں بندھے ہوئے ہیں جس طرح وہ اپنی رسیوں میں بھاگنے کی کوشش میں رہتے ہیں قرآن اُن سے بڑھ کر تیزی کے ساتھ نکل کر چلا جانے والا ہے۔'' (مشکوۃ شریف)

بات یہ ہے کہ قرآن جس طرح جلدی سے یاد ہو جاتا ہے اور محبت کرنے والوں کے دل میں سما جاتا ہے اسی طرح وہ یاد رکھنے کا دھیان نہ کرنے والوں کے سینوں سے چلا جاتا ہے کیونکہ وہ غیرت مند ہے جس شخص کو اِس کی حاجت ہے جب وہ یاد رکھنے کی کوشش نہ کرے تو قرآن کیوں اس کے پاس رہے جبکہ وہ بے نیاز ہے۔

قرآن پڑھ کر بھول جانے والے کے لیے سخت وعید ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ :

''جو شخص قرآن پڑھتا ہے پھر بھول جاتا ہے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ وہ جذامی ہوگا (یعنی اُس کے اعضاء اور دانت گرے ہوئے ہوں گے)۔'' [1]

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

''مجھ پر میری اُمت کے ثواب کے کام پیش کیے گئے تو میں نے ثواب کے کاموں میں یہ بھی دیکھا کہ مسجد میں کوئی تکلیف دینے الی چیز پڑی ہو اور کوئی شخص اسے نکال دے۔ اور مجھ پر میری اُمت کے گناہ بھی پیش کیے گئے تو میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ گار نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو کوئی سورت یا آیت عطا کی گئی ہو پھر وہ اُس کو بھول جائے۔'' [2] (جاری ہے)

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۱۹۱ [2] رواہ الترمذی وابوداؤد، مشکوۃ ص ۶۹

ماہِ ذی الحجہ کے فضائل و مسائل

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، فاضل و مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ذی الحجہ کی فضیلت :

ذی الحجہ کے مہینے کی احادیثِ مبارکہ میں بہت زیادہ فضیلت آئی ہے، ذی الحجہ کا نام ذی الحجہ اس لیے رکھا گیا کہ اِس میں حج ہوتا ہے تو ذی الحجہ کا معنی ہے حج والا مہینہ۔

ماہِ ذی الحجہ میں تین اہم کام کیے جاتے ہیں :

حج کے ساتھ اس میں دو کام مزید اور بھی ہوتے ہیں وہ بھی بڑی عظمت اور فضیلت والے ہیں اس مہینے میں یہ تینوں بڑے بڑے کام ہیں : (۱) حج (۲) قربانی (۳) عید

حج کی فضیلت :

حج بڑی عظیم عبادت ہے یہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، سرکارِ دو عالم حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے :

اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ کَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَھُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ [۱]

''عمرہ کرنا پہلے عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور مقبول حج کی جزا تو بس جنت ہی ہے۔''

یعنی جو حج کرے اور بارگاہِ خداوندی میں اس کا حج قبول ہو جائے اُس کے لیے تو اللہ کے ہاں جنت طے ہے وہ جنت میں جائے گا۔

مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ . [۲]

---

[۱] بخاری شریف ج ۱ ص ۲۳۸، مسلم شریف ج ۱ ص ۴۳۶، مشکوۃ ص ۲۲۱

[۲] بخاری ج ۱ ص ۲۰۶، مسلم ج ۱ ص ۴۳۶، مشکوۃ ص ۲۲۱

''جس نے اللہ کی رضا کے لیے حج کیا اور اس دوران نہ تو بیوی سے بے حجابی کی باتیں کیں نہ فسق و فجور میں مبتلا ہوا تو وہ گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو کر لوٹے گا جیسا کہ وہ اُس دن گناہوں سے پاک وصاف تھا جس دن اُس کی ماں نے جنا تھا۔''

لیکن یہ اُسی وقت ہے کہ جب حج اللہ کی رضا کے لیے کیا ہو اور بارگاہِ خداوندی میں قبول بھی ہو جائے، اگر خدانخواستہ اپنی کوتاہیوں کی بنا پر حج قبول نہ ہوا تو پھر اُس کی یہ جزا اور یہ برکت نہ ہوگی۔

حج بہت بڑا عمل ہے اور اس پر اتنا بڑا اجر و ثواب ہے چنانچہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے :

''اللہ تعالیٰ حج کرنے والے حاجی کو قیامت کے دن یہ حق دیں گے کہ وہ اپنے گھرانے کے چار سو افراد کی شفاعت کرے۔''[۱]

چار سو افراد کی سفارش کرا کر اُن کو جنت میں ساتھ لے جائے یہ اللہ اُس کو حق دیں گے تو حج اتنی عظیم عبادت ہے۔

ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر :

اور جب انسان حج کرنے جاتا ہے تو وہاں اللہ تعالیٰ اس کا بے انتہا اعزاز و اکرام فرماتے ہیں اور ایک ایک نیکی کا اجر و ثواب بے انتہا بڑھا دیتے ہیں چنانچہ بہت سی احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں کی جانے والی ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ملتا ہے[۲] ایک نماز پڑھیں تو ایک لاکھ نماز پڑھنے کا ثواب، ایک قرآن پڑھ لیں تو ایک لاکھ قرآن ختم کرنے کا ثواب، طواف کریں تو ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے[۳] حرم میں بیٹھ کر آدمی کچھ بھی نہ کرے خالی بیٹھ کر بیت اللہ کو دیکھتا رہے اُسے بھی ثواب ملتا ہے حدیث میں آتا ہے :

''ہر روز بیت اللہ پر ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں جن میں ساٹھ بیت اللہ کا طواف کرنے والوں کو ملتی ہیں، چالیس وہاں نماز پڑھنے والوں کو ملتی ہیں اور بیس اُسے ملتی ہیں جو بیٹھا صرف بیت اللہ کو دیکھ رہا ہے۔''[۴]

---

[۱] الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۰۶ [۲] ایضاً ج ۲ ص ۱۰۷ [۳] ایضاً ج ۲ ص ۱۲۳ [۴] ایضاً ج ۲ ص ۱۲۳

اگر کسی کو حجر اسود کا بوسہ لینے کی توفیق ہو جائے تو یہ اُس کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے حدیثِ پاک میں آتا ہے :

''قیامت کے دن حجرِ اسود اپنے بوسہ لینے والے کے ایمان کی گواہی دے گا۔''[۱]

اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے زمزم کے پانی کا چشمہ جاری فرمایا ہے جس کا پینا بھی ثواب اور دیکھنا بھی ثواب حدیث پاک میں آتا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا :

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ .[۲] زمزم جس نیت سے پیو اللہ وہ پوری فرما دیتے ہیں۔

یہ سعادتیں انسان کو حج (یا عمرہ) پر جانے سے ملتی ہیں اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیں حج کے لیے جانے کی توفیق نصیب فرمائے۔

مدینہ طیبہ جانے پر حاجی کا اعزاز واِکرام :

جب انسان حج کے لیے جاتا ہے تو حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ بھی جاتا ہے تو اُس کا یہ اعزاز واکرام کیا جاتا ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں :

مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ .[۳]

''جو شخص میری وفات کے بعد مجھ سے ملنے آیا وہ ایسے ہی ہے جیسے میری زندگی میں مجھ سے ملنے آیا۔''

حضور ﷺ کے روضہ کی زیارت سے آپ کی شفاعت واجب ہوتی ہے :

ایک حدیث میں آپ فرماتے ہیں مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ .[۴] ''جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔''

مدینہ طیبہ جانے والے کا ایک اکرام یہ کیا جاتا ہے کہ اُس کا اجر وثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔

---

[۱] الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۲۴ [۲] ایضًا ج ۲ ص ۱۳۶ [۳] ایضًا ج ۲ ص ۱۴۷

[۴] رواہ البزار والدار قطنی قال النووی وقال ابن حجر فی شرح المناسك رواہ ابن خزیمه فی صحیحه وصححه جماعة کعبد الحق والتقی السبکی فضائل حج ص ۹۶

مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنے کا ثواب :

حدیث شریف میں آتا ہے :

''مسجد نبوی شریف کی ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ملتا ہے۔'' ۱

ایک حدیث شریف میں آتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ فرمایا :

مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَ ۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَ ۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرِیٌٔ مِّنَ النِّفَاقِ. ۲

''جو شخص میری مسجد میں اس طرح چالیس نمازیں پڑھے گا کہ کوئی نماز بھی مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنے سے فوت نہیں ہوگی تو وہ آگ سے بری ہوگا عذابِ الٰہی سے بری ہوگا اور منافقت سے بری ہوگا۔''

چالیس نمازیں آٹھ دن میں پوری ہوجاتی ہیں آٹھ دن میں مسلسل مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے پر یہ اجروثواب دیا جارہا ہے۔

مسجدِ قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب :

مدینہ پاک میں مسجد قبا ہے جس کی بنیاد نبی علیہ السلام نے رکھی تھی اُس مسجد کا قرآنِ کریم میں بھی ذکر آیا ہے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں : مَنْ تَطَھَّرَ فِیْ بَیْتِہٖ ثُمَّ اَتٰی مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلّٰی فِیْہِ صَلٰوۃً کَانَ لَہٗ کَاَجْرِ عُمْرَۃٍ ۳ ''جس نے گھر میں وضو کیا پھر اُس نے مسجدِ قبا آکر (دو رکعت نفل) نماز پڑھی تو اُسے ایک عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔''

کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوتی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ جو لوگ حج کو جائیں اور بلا عذر مدینہ منورہ نہ جائیں تو حضور ﷺ اُن سے ناراض ہوتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

---

۱ ابن ماجہ ص ۱۰۳ باب ماجاء فی الصلٰوۃ فی المسجد الجامع ، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۴۰، مشکوۃ ص ۶۷

۲ الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۳۹ ۳ الترغیب الترہیب ج ۲ ص ۱۴۲

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ.[۱]

''جو شخص حج کو آیا اور مجھ سے ملنے نہ آیا اُس نے مجھ سے زیادتی کی۔''

آپ کی بات بالکل بجا ہے اس لیے کہ آپ کے جو اُمت پر احسانات ہیں اُن کا تقاضا تھا کہ آپ کی زیارت کو جاتا اور وہاں جا کر اعزاز و اکرام حاصل کرتا لیکن یہ شخص وسعت کے باوجود اور کسی عذر کے نہ ہونے کے باوجود زیارت کو نہیں جا رہا تو سراسر ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے۔

بہرحال جو حج کو جاتا ہے اُسے یہ یہ اجر و ثواب ملتا ہے اور ان ان اعزازات سے نوازا جاتا ہے لہٰذا انسان کو جس کے پاس وسائل ہوں اور وہ آرام سے آ جا سکتا ہے اُسے ضرور حج کرنا چاہیے جو لوگ حج فرض ہونے کے باوجود حج کو نہیں جاتے حضور ﷺ ان سے سخت ناراض ہوتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

مَنْ لَّمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْسُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْمَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا.[۲]

''جس شخص کے لیے واقعی کوئی مجبوری حج سے مانع نہ ہو، ظالم بادشاہ کی طرف سے کوئی رُکاوٹ نہ ہو یا ایسا شدید مرض نہ ہو جو حج سے روک دے، پھر وہ شخص بغیر حج کیے مرجائے تو اس کو اختیار ہے چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر مرے۔''

اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور ہم سب کو حج کی سعادت نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ ہمیں حرمین شریفین کی زیارت نصیب فرمائے، یہ دعا بھی کرنی چاہیے، حرمین شریفین ہمارے ایمان و یقین کے مرکز ہیں وہاں پر جانا بہت بڑی سعادت ہے، اللہ تعالیٰ سے اِس کی دعا کرنی چاہیے۔

قربانی کی فضیلت :

دوسرے نمبر پر جو عمل اس مہینے میں ہوتا ہے وہ قربانی ہے، قربانی کا عمل اللہ کے یہاں نہایت ہی پسندیدہ اور نہایت ہی مقبول عمل ہے۔

---

[۱] فضائلِ حج ص ۹۸ [۲] سُنن دارمی بحوالہ مشکوۃ ص ۲۲۲

قربانی کیوں کی جاتی ہے ؟

حدیث پاک میں آتا ہے : ''صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ یہ قربانی کا عمل ہم کیوں کرتے ہیں ؟ حضور ﷺ نے فرمایا سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ یہ تمہارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ تو پتہ چل گیا کہ یہ جو ہم قربانی کرتے ہیں یہ ہمارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اب یہ بھی بتادیجئے کہ ہمیں اس قربانی پر اجر کیا ملے گا قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْھَا یَارَسُوْلَ اللّٰہ تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ کہ دیکھو قربانی کے جانور کے جو بال ہیں اُس کے ہر بال کے بدلے میں تمہیں ایک نیکی ملے گی ، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا فَالصُّوْفُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بعض جانور تو ایسے ہیں کہ جن کی جلد پر بال ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کی جلد پر بال نہیں اُون ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر کیا ہوا ؟ بِکُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ جن جانوروں کی کھال پر بال نہیں ہیں بلکہ اُون ہے تو اُون کے ہر ہر رویں پر اللہ کی طرف سے نیکیاں ملیں گی۔

قربانی کے جانور پُل صراط پر سواری ہوں گے :

☆ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : ''تم قربانی کے جانوروں کو موٹا تازہ کرو کیونکہ وہ تمہارے لیے پل صراط پر سواری ہوں گے۔''

☆ ایک حدیث حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ . دس ذی الحجہ یعنی قربانی کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔'' اِنَّہٗ لَیَأْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقُرُوْنِھَا وَ اَشْعَارِھَا وَ اَظْلَافِھَا ''بے شک وہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں ، بالوں اور کھروں سمیت آئے گی یعنی جیسے دنیا میں تھی اسی طرح صحیح سالم ہو کر آئے گی تاکہ اُس کے ہر عضو کا کفارہ ہو اور پُل صراط پر سواری بن سکے ، آگے فرمایا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ

اَنْ یَّقَعَ مِنَ الْاَرْضِ. حقیقت یہ ہے کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک مقام حاصل کر لیتا ہے یعنی قبول ہو جاتا ہے، فرمایا فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا [1] پس یہ قربانی طیب خاطر اور دل کی خوشی کے ساتھ کیا کرو۔''

☆ ایک حدیث امام حسینؓ سے روایت کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ :

مَنْ ضَحّٰی طَیِّبَۃً نَفْسُہٗ مُحْتَسِبًا لِاُضْحِیَّتِہٖ کَانَتْ لَہٗ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ . [2]

''جو شخص نہایت خوش دلی کے ساتھ ثواب کی نیت سے قربانی کرے گا تو یہ قربانی اُس کے لیے دوزخ میں جانے سے آڑ اور رُکاوٹ بن جائے گی۔''

☆ ایک حدیثِ پاک سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں :

یَافَاطِمَۃُ قُوْمِیْ فَاشْھَدِیْ اُضْحِیَّتَکِ فاطمہ اُٹھو اور اپنی قربانی کے سامنے جا کر کھڑی ہو فَاِنَّ لَکِ بِاَوَّلِ قَطْرَۃٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِھَا مَغْفِرَۃً لِکُلِّ ذَنْبٍ دیکھو قربانی کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی تمہارے سابقہ سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اَمَا اِنَّہٗ یُجَاءُ بِلَحْمِھَا وَدَمِھَا تُوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِکِ سَبْعِیْنَ ضِعْفًا. دیکھو یہ قربانی قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ لائی جائی گی اور اُسے ستر گنا بڑھا کر تمہارے ترازو میں رکھا جائے گا، اس موقع پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے اُنہوں نے سنا تو عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ خَاصَّۃً فَاِنَّھُمْ اَھْلٌ لِمَا خُصُّوْا بِہٖ مِنَ الْخَیْرِ اَوْ لِلْمُسْلِمِیْنَ عَامَّۃً [3] کیا قربانی کا یہ اجر و ثواب صرف آلِ محمد ﷺ کے لیے ہے کیونکہ وہ تو ہر اُس خیر و بھلائی کے مستحق ہیں جو ان کے لیے خاص کی گئی ہو یا یہ سب مسلمانوں کے لیے ہے ؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ اجر و ثواب خصوصًا آلِ محمد کے لیے اور عمومًا تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔''

[1] مشکوۃ شریف ص ۱۲۸ [2] الترغیب والترہیب ۲/ ۱۰۰ [3] الترغیب والترہیب ۲/ ۱۰۰

جو شخص وسعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا حضور ﷺ اُس سے ناراض ہوتے ہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے آپ فرماتے ہیں : مَنْ وَّجَدَ سَعَةً لِاَنْ یُّضَحِّیَ فَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَحْضُرْ مُصَلَّانَا.[1]
''جو شخص قربانی کی وسعت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔''

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے ؟

سب سے پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ قربانی کس پر واجب ہوتی ہے ؟ اس کے متعلق عرض ہے کہ قربانی ایک تو ہر اُس عورت اور مرد پر واجب ہے جس پر زکوة فرض ہے، عورت کے پاس اگر اِتنی مالیت کے سونے کا زیور ہے کہ جتنی مالیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی خرید سکتے ہیں جو آج کل تقریبًا چالیس ہزار روپے کی آجاتی ہے تو اُس پر زکوة آئے گی اور جس پر زکوة آئے گی اُس پر قربانی بھی آئے گی

اور دوسرا وہ شخص ہے خواہ مرد ہو یا عورت جس کے پاس اتنی مالیت تو نہیں ہے، نہ کیش کی شکل میں نہ چاندی کی شکل میں نہ سونے کی شکل میں، زیور وغیرہ بھی نہیں ہے اُس کے پاس، کیش رقم بھی نہیں ہے اُس کے پاس، مالِ تجارت بھی نہیں ہے اُس کے پاس تو اگرچہ اِس صورت میں اُس پر زکوة تو فرض نہیں ہوگی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اُس کے پاس زائد اَز ضرورت اتنا سامان بھی ہے یا نہیں ہے کہ جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہوجاتی ہے، زائد اَز ضرورت سامان میں شوقیہ لیپ ٹاپ، کمپیوٹر ہوگیا، زائد اَز ضرورت موبائل ہوگئے یا ضرورت پانچ چھ ہزار والے موبائل سے پوری ہوجاتی ہے لیکن رکھا ہوا ہے تیس پینتیس ہزار والا موبائل یا سینکڑوں سی ڈیز ہوگئیں یا وی سی آر ہوگیا یا اتنے زیادہ بھرے ہوئے کپڑے ہیں کہ وہ پہننے کو ہی نہیں آتے یا اتنے زیادہ برتن ہیں جو کبھی کام ہی نہیں آتے ،تو اگر اُس کی ملکیت میں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو اگر ہم جوڑیں اور ان کی قیمت پتا کریں اور وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر پہنچ جاتی ہو تو پھر ایسے مرد و عورت پر اگرچہ زکوة تو فرض نہیں ہوگی لیکن صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہوگی اور یہ مرد و عورت زکوة بھی نہیں لے سکتے، زکوة لینا حرام، قربانی اور صدقۂ فطر واجب۔

---

[1] الترغیب والترھیب ج۲ص۱۰۰

قربانی نہ کرنے کی صورت میں قضا :

اگر قربانی کے دن گزر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی بھی وجہ سے قربانی نہیں کی تو قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرنی واجب ہے۔

جن افراد پر قربانی واجب ہو وہ ذوالحج کا چاند نکل آنے کے بعد ناخن وغیرہ نہ کاٹیں :

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اِذَا رَاَیْتُمْ هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلْیُمْسِكْ عَنْ شَعْرِہٖ وَ اَظْفَارِہٖ.[1]

''جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا اِرادہ ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رُک جائے۔''

جن پر قربانی واجب ہے یہ حکم اُن کے لیے ہے کہ وہ ذوالحج کا چاند نکلنے سے پہلے پہلے اپنے ناخن تراش لیں اور بال وغیرہ کاٹ لیں، یہ سب کے لیے نہیں ہے لیکن یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ ایک مستحب اور سنتِ غیر مؤکدہ عمل ہے، اگر کسی نے ناخن کاٹ بھی لیے اور بال کاٹ بھی لیے تو اُس کی قربانی میں فرق کوئی نہیں پڑے گا، زیادہ سے زیادہ سنت پر عمل کرنے کا جو اَجر تھا وہ رہ جائے گا، اگر سنت پر عمل کر لیتے تو اجر مل جاتا نہیں کیا تو اجر رہ گیا لیکن قربانی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

ماہِ ذی الحجہ میں کیا جانے والا تیسرا کام :

تیسری چیز جو اِس مہینے میں ہوتی ہے وہ ایک مذہبی تہوار ہے یعنی ہم اس مہینے میں (ذی الحجہ میں) ایک عید مناتے ہیں، یہ ہمارا مذہبی تہوار ہے، ہمارے لیے دو عیدیں مقرر کی گئی ہیں : ایک عید الفطر اور ایک عید الاضحیٰ۔

عیدیں فقط دو ہیں :

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے : شَهْرَا عِیْدٍ لَا یَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَ ذُوالْحِجَّةِ.[2]

[1] مسلم شریف ج ۲ ص ۱۶۰ [2] ابو داؤد ج ۱ ص ۳۱۸

''عید کے دو مہینے ہیں، اِن دو مہینوں میں اجر کے اندر کمی نہیں ہوتی، ایک مہینہ رمضان کا دوسرا ذوالحج کا۔''

محدثین کرامؒ نے ہمیں بتایا کہ اجر میں کمی نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں مہینے اُنتیس اُنتیس دن کے بھی ہوئے تو اللہ تعالیٰ عبادت کا اجر وثواب تیس دن کے برابر دیں گے، یہ مطلب ہے کہ ان میں کمی نہیں ہوتی یعنی اجر وثواب میں کمی نہیں ہوتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ :

''آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اہلِ مدینہ نے دو دن مقرر کر رکھے ہیں جن میں وہ کھیل کود کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں، آپ نے یہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں ؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اِن دو دنوں میں ہم زمانۂ جاہلیت میں خوشیاں مناتے تھے اور کھیلا کودا کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَبْدَلَکُمْ بِھِمَا خَیْرًا مِّنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ . اللہ تعالیٰ نے ان دونوں دنوں سے بہتر اور اچھے دو دن تمہارے لیے مقرر فرما دیے ہیں جن میں سے ایک عید الاضحیٰ کا دن ہے اور دوسرا عید الفطر کا۔''[1]

اس حدیثِ پاک سے بھی صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ عیدیں فقط دو ہیں ایک عید الفطر، دوسری عید الاضحیٰ۔

ماہِ ذوالحج کے شروع کے دس دنوں کی فضیلت :

خاص طور پر اس کے شروع کے جو دس دن ہیں وہ تو اور زیادہ عظمت وفضیلت والے دن ہیں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اِن دس دنوں کا تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ تیسویں پارہ میں ایک سورۃ ہے سورۃ الفجر اُس میں آتا ہے ﴿ وَالْفَجْرِ o وَلَیَالٍ عَشْرٍ ﴾ فجر کے وقت کی قسم اور دس راتوں کی قسم، مفسرین

[1] ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۱ باب صلوۃ العیدین۔ مشکوۃ شریف ص ۱۲۶

نے لکھا ہے اِن دس راتوں سے مراد عشرہ ذوالحج کے دنوں کی راتیں ہیں، عشرہ ذوالحج کے جو دن ہیں اُن کی راتیں مراد ہیں، اللہ تعالیٰ ان دس دنوں کی راتوں کی قسم کھا رہے ہیں اور ظاہر ہے اللہ تعالیٰ جس چیز کی قسم کھائیں گے وہ فضیلت اور منقبت والی چیز ہوگی اِس سے ان دنوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

ایک حدیث تو بہت ہی زیادہ اجر و ثواب بتاتی ہے چنانچہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا :

مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَہٗ فِیْھَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّۃِ یَعْدِلُ صِیَامُ کُلِّ یَوْمٍ مِنْھَا بِصِیَامِ سَنَۃٍ وَ قِیَامُ کُلِّ لَیْلَۃٍ مِّنْھَا بِقِیَامِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ.[۱]

''دنوں میں سے ایسا کوئی دن نہیں ہے کہ جس میں عبادت کرنا اللہ کے حضور میں عشرہ ذوالحج میں عبادت کرنے سے زیادہ افضل ہو، اِس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر قرار دیا جاتا ہے اور اِس کی ہر رات کی عبادت شبِ قدر کی عبادت کے برابر قرار دی جاتی ہے۔''

نویں ذی الحجہ کے روزے کی فضیلت :

بالخصوص نو ذوالحج کا جو روزہ ہے وہ تو بہت ہی قیمتی ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ نو ذوالحج کے روزہ کی یہ برکت ہے کہ اللہ اِس کی برکت سے ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں [۲] ہمیں چاہیے کہ ہم ان نفلی روزوں کا اہتمام کریں، اللہ توفیق دے اور اگر سارے نہ رکھے جائیں تو کم از کم نو ذوالحج کا روزہ ہی رکھ لیں۔

عیدالاضحیٰ کی رات کی فضیلت :

اور دس ذوالحج کی جو شب ہے یہ بھی بڑی فضیلت کی شب ہے یعنی عید کی شب جو نو ذوالحج کا دن گزار کر آئے گی حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی راتوں کو شب بیداری کرے گا

---

[۱] ترمذی ج ۱ ص ۱۵۸ باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر، مشکوۃ ص ۱۲۸

[۲] مسلم ج ۱ ص ۳۶۷ باب استحباب صیام ثلثۃ ایام من کل شھر وصوم یوم عرفہ الخ

انہیں جاگ کر گزارے گا اور انہیں زندہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کے دل کو اُس دن زندہ رکھیں گے جس دن تمام لوگوں کے دل مردہ ہو چکے ہوں گے۔[۱]

تکبیراتِ تشریق :

یہاں اخیر میں ایک مسئلہ اور سمجھ لیں کہ ہمارے یہاں نو ذوالحج کی فجر سے لے کر تیرہ ذوالحج کی عصر تک ہر مرد و عورت پر ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے، مرد حضرات بہ آوازِ بلند پڑھیں اور خواتین آہستہ آواز سے، یہ تکبیرات فقہ حنفی کے مطابق صرف ایک بار پڑھنی چاہئیں دو دو تین تین بار نہیں، جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں، تکبیر تشریق یہ ہے :

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

بہر حال اس مہینے کے یہ فضائل ہیں ہمیں چاہیے کہ ان دنوں میں بجائے مارے مارے پھرنے اور دنیا کے دھندوں میں لگنے کے کوشش کریں کہ جس قدر ہو سکے ذوالحج کا مہینہ شروع ہو تو زیادہ سے زیادہ اللہ کی اطاعت و بندگی میں وقت گزاریں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ لاہور میں اِشتہار دے کر آپ اپنے کاروبار کی تشہیر
اور دینی اِدارہ کا تعاون ایک ساتھ کر سکتے ہیں !
نرخ نامہ

بیرون ٹائٹل مکمل صفحہ	2000		اندرون رسالہ مکمل صفحہ	1000
اندرون ٹائٹل مکمل صفحہ	1500		اندرون رسالہ نصف صفحہ	500

[۱] الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۵۳

قربانی کے مسائل

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

قربانی کس پر واجب ہے :

مسئلہ : جس پر صدقہ فطر [1] واجب ہے اُس پر بقر عید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اِتنا مال نہ ہو کہ جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہو تو اُس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کر دے تو ثواب ہے۔

مسئلہ : قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تو تب بھی اُس کی طرف سے کرنا واجب نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ اُس کے مال میں سے کیونکہ اُس پر واجب ہی نہیں ہوتی، لیکن اگر باپ اپنے مال میں سے اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے کر دے تو مستحب ہے، بیوی اور بالغ اولاد مالدار ہو تو اُن کو اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

مسئلہ : بیوی اور بالغ اولاد مالدار ہو اور شوہر بیوی کے لیے اور والد بالغ اولاد کے لیے اپنے پاس سے قربانی کے جانور لا دے تاکہ وہ قربانی کر سکیں تو جائز ہے۔

مسئلہ : جو بیٹا باپ کے ساتھ باپ کے کاروبار میں لگا ہو اور کاروبار میں اُس کا اپنا حصہ اور ملکیت کچھ نہ ہو تو اگر اِس کے علاوہ بیٹے کے پاس قربانی کا نصاب ہو تو اُس پر قربانی واجب ہو گی اور اگر نہیں ہے تو واجب نہیں ہو گی۔

مسئلہ : عورت کے پاس کچھ مال نہ ہو لیکن اُس نے نصاب کے بقدر مہر شوہر سے ابھی لینا ہو تو اگر مہر معجّل ہو اور شوہر مالدار ہو تو عورت پر قربانی واجب ہے اور اگر مہر معجّل ہو لیکن شوہر فقیر ہے یا

---

[1] صدقہ فطر ہر اُس مسلمان پر واجب ہے جس پر زکٰوۃ فرض ہے یا زکٰوۃ تو فرض نہیں لیکن نصاب کے برابر قیمت (آج کے مطابق بیالیس ہزار روپے) کا اور کوئی مال اُس کی حاجاتِ اَصلیہ سے زائد اُس کے پاس ہے چاہے اُس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔

ہوتو اگر مہر معجّل ہو اور شوہر مالدار ہو تو عورت پر قربانی واجب ہے اور اگر مہر معجّل ہو لیکن شوہر فقیر ہے یا مہر ہی موجل ہو خواہ شوہر مالدار ہو یا فقیر ہو تو عورت پر قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ : اگر پہلے اِتنا مالدار نہ تھا اِس لیے قربانی واجب نہ تھی پھر بارہویں تاریخ کے سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مِل گیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔

قربانی مقیم پر واجب ہوتی ہے مسافر پر نہیں :

مسئلہ : قربانی کے تینوں دن اِقامت کا ہونا شرط نہیں ہے دسویں گیارہویں تاریخ کو سفر میں تھا پھر بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گیا یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا۔

مسئلہ : دسویں تاریخ کو گھر میں تھا پھر گیارہویں کو سفر میں چلا گیا اور بارہویں کو سورج ڈوبنے سے پہلے گھر آ گیا تو قربانی واجب ہو گی۔

مسئلہ : اگر مالدار قربانی کے دن گزرنے سے پہلے سفر پر چلا گیا اور باقی وقت سفر میں گزرا تو اِس سے قربانی ساقط ہے۔

مسئلہ : جو شخص حج پر گیا اور حساب سے شرعی مسافر بنتا ہو اُس پر قربانی واجب نہیں مثلاً ایک شخص ۲۵/ ذیقعدہ کو مکہ مکرمہ پہنچا، اب چونکہ منٰی و عرفات جانے میں پندرہ دن سے کم ہیں اِس لیے یہ شخص مکہ مکرمہ میں اِقامت کی نیت بھی کر لے تب بھی مقیم نہیں مسافر ہی رہے گا اِس لیے خواہ یہ شخص حج سے پہلے مدینہ منورہ جائے یا نہ جائے ۱۲/ ذی الحجہ تک یہ مسافر رہے گا اور اِس پر قربانی واجب نہ ہو گی۔

قربانی کا وقت :

مسئلہ : ذی الحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کے سورج ڈوبنے سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کا سب سے بہتر دن دسویں کا ہے پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔

مسئلہ : دسویں تاریخ کو شہر والوں کے لیے قربانی کا مستحب وقت عید کی نماز اور خطبہ کے

بعد ہے جبکہ گاؤں والوں کے لیے کہ جس میں عید کی نماز نہیں ہوتی سورج طلوع ہونے کے بعد ہے۔

مسئلہ : گاؤں والوں کے لیے دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد بھی قربانی کرنا جائز ہے۔

مسئلہ : اِمام عید کی نماز پڑھا چکا لیکن ابھی خطبہ نہیں پڑھا کہ کسی نے قربانی کردی تو قربانی جائز ہے۔

مسئلہ : اِمام کے نماز پڑھانے کے دوران قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی۔

مسئلہ : اِمام نے نماز پڑھائی پھر لوگوں نے قربانی کی اُس کے بعد پتہ چلا کہ اِمام کا وضو نہ تھا اور اِمام نے بلا وضو عید کی نماز غلطی سے پڑھادی تھی تو قربانی ہوگئی اِعادہ کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ : اگر کسی عذر سے یا بلا عذر پہلے دن یعنی دسویں کو عید کی نماز نہیں ہوئی تو سورج کے زوال سے پہلے قربانی جائز نہ ہوگی البتہ زوال کے بعد جائز ہوگی اور دُوسرے دن جب عید کی نماز پڑھی جائے تو نماز سے پہلے بھی قربانی جائز ہے۔

مسئلہ : اگر عید کی نماز ہوئی اور پھر لوگوں نے قربانی کی، بعد میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ وہ دن دسویں کا نہیں نویں ذی الحجہ کا ہے اور چاند دیکھنے میں غلطی ہوگئی تھی تو اگر باقاعدہ گواہی سے چاند کے ہونے کا اعلان کیا گیا تھا تو نماز اور قربانی دونوں جائز ہیں اِعادہ کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ : دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا مکروہِ تنزیہی ہے شاید کوئی رگ نہ کٹے اور اندھیرے میں پتہ نہ چلے اور قربانی درست نہ ہو۔

مسئلہ : اگر کوئی شہر کا رہنے والا اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو وہاں اُس کی قربانی عید کی نماز سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ وہ خود شہر ہی میں موجود ہو، ذبح ہوجانے کے بعد اُس کو منگوالے اور گوشت کھائے۔

قربانی کے جانور :

مسئلہ : بکرا، بکری، بھیڑ، دُنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اُونٹ، اُونٹنی اِن جانوروں کی

قربانی درست ہے، اِن کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ : بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے اور گائے بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں، پورے دو برس کی ہو چکے تب قربانی درست ہے اور اُونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے۔

تنبیہ : بکری جب پورے ایک سال کی ہو جاتی ہے اور گائے جب پورے دو سال کی ہو جاتی ہے اور اُونٹنی جب پورے پانچ سال کی ہو جاتی ہے تو اُس کے نچلے جبڑے کے دُودھ کے دانتوں میں سے سامنے کے دو دانت گر کر دو بڑے دانت نکل آتے ہیں، نر اور مادّہ دونوں کا یہی ضابطہ ہے تو دو بڑے دانتوں کی موجودگی جانور کے قربانی کے لائق ہونے کی اہم علامت ہے لیکن اصل یہی ہے کہ جانور اِتنی عمر کا ہو، اِس لیے اگر کسی نے خود بکری پالی ہو اور وہ چاند کے اِعتبار سے ایک سال کی ہوگئی ہو لیکن اُس کے دو دانت ابھی نہ نکلے ہوں تو اُس کی قربانی دُرست ہے لیکن محض عام بیچنے والوں کے قول پر کہ یہ جانور پوری عمر کا ہے اِعتماد نہیں کر لینا چاہیے اور دانتوں کی مذکورہ علامت کو ضرور دیکھ لینا چاہیے۔

مسئلہ : دُنبہ یا بھیڑ اگر اِتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کے جانوروں میں رکھیں تو سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو سال بھر سے کم لیکن چھ ماہ سے زائد عمر کے دُنبہ اور بھیڑ کی قربانی بھی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیے۔

مسئلہ : گائے، بھینس، اُونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو صرف گوشت کی نیت نہ ہو، اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہ ہوگی مثلاً آٹھ آدمیوں نے مِل کر ایک گائے خریدی اور اُس کی قربانی کی تو درست نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک کا حصہ ساتویں سے کم ہے، اِسی طرح ایک بیوہ اور اُس کے لڑکے کو ترکہ میں گائے مِلی، اِس مشترکہ گائے کی قربانی کی تو درست نہیں ہوئی کیونکہ اِس میں بیوہ کا حصہ ساتویں سے کم ہے۔

مسئلہ : گائے اُونٹ میں بجائے سات حصوں کے صرف دو حصے ہوں یعنی دو آدمی مِل کر

ایک گائے یا اُونٹ ذبح کریں اور اِس طرح دونوں میں سے ہر ایک کے حصہ میں ساڑھے تین حصے ہوتے ہوں تو یہ جائز ہے کیونکہ دونوں میں سے کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہے، اِسی طرح اگر تین یا چار یا پانچ یا چھ آدمی مِل کر ایک گائے کی قربانی کریں تو جائز ہے۔

قربانی کا گوشت اور کھال :

مسئلہ : یہ افضل ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرے، ایک حصہ اپنے لیے رکھے ایک حصہ اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے لیے اور ایک حصہ فقراء پر صدقہ کرے، اگر کوئی زیادہ حصہ فقراء پر صدقہ کر دے تو یہ بھی درست ہے اور اگر اپنی عیالداری زیادہ ہے اِس وجہ سے سارا گوشت اپنے گھر میں رکھ لیا تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ : قربانی کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے فروخت کر دیا تو اُس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ : قربانی کی کھال یا تو یونہی خیرات کر دے یا اُس کو فروخت کر کے اُس کی قیمت صدقہ کر دے۔

مسئلہ : گوشت یا کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا کسی اور نیک اور رفاہی کام میں لگانا جائز نہیں، صدقہ ہی کرنا چاہیے۔

مسئلہ : جس طرح قربانی کا گوشت غنی کو دینا جائز ہے اِسی طرح کھال بھی غنی کو دینا جائز ہے جبکہ اُس کو بِلا عوض دی جائے اُس کی کسی خدمت وعمل کے عوض میں نہ دی جائے۔ غنی کی مِلک میں دینے کے بعد وہ اگر اُس کو فروخت کر کے اپنے استعمال میں لانا چاہے تو جائز ہے۔

مسئلہ : قربانی کا گوشت اور اُس کی کھال کافر کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اُجرت میں نہ دی جائے۔

مسئلہ : گوشت یا چربی یا کھال قصائی کو مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے۔

مسئلہ : سات آدمی گائے میں شریک ہوں اور آپس میں گوشت تقسیم کریں تو تقسیم میں اَٹکل سے کام نہ لیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں کیونکہ کسی حصہ کے کم یا زیادہ ہونے میں سود ہوجائے گا خواہ شریک اِس پر راضی بھی ہوں اور جس طرف گوشت زیادہ گیا ہے اُس کا کھانا بھی جائز نہیں البتہ اگر گوشت کے ساتھ سری پائے اور کھال کو بھی شریک کرلیا تو جس طرف سری پائے یا کھال ہواُس طرف اگر گوشت کم ہو تو درست ہے چاہے جتنا کم ہو، جس طرف گوشت زیادہ ہواُس طرف سری پائے بڑھائے گئے تواب بھی سود رہا۔

مسئلہ : اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ ایک ہی جگہ کچا یا پکا کر فقراء واَحباب میں تقسیم کریں تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ : تین بھائی یا زیادہ یعنی سات تک بھائی ایک گائے میں شریک ہوں اور کہیں کہ اپنی اپنی ضرورت کا گوشت لے لو اور باقی فقراء پر تقسیم کردو تو یہ جائز نہیں بلکہ یا تو پہلے کچھ فقراء کو دے کر پھر باقی کو برابر برابر تقسیم کرلیں یا پہلے برابر برابر تقسیم کریں پھر ہر ایک اپنے حصہ میں سے فقراء کو دے۔

متفرق مسائل :

مسئلہ : اُونٹ میں نحر اَفضل ہے اور ذبح بھی جائز ہے جبکہ گائے بکری میں ذبح مستحب ہے۔

مسئلہ : تنہا ایک شخص پوری گائے ذبح کرے تو پوری گائے ایک قربانی ہو کر کُل کی کُل واجب ہوئی۔

مسئلہ : اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے، اگر کوئی خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو یا اُس کی ہمت نہ ہوتی ہو تو کسی اور سے ذبح کرالے اور ذبح کے وقت جانور کے سامنے کھڑا ہونا بہتر ہے۔

مسئلہ : قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کہنا اور دُعا پڑھنا ضروری نہیں، اگر دل میں خیال کرلیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط زبان سے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کردیا تو بھی قربانی درست ہوگئی لیکن اگر یاد ہو تو دُعا پڑھ لینا بہتر ہے۔

ذبح سے پہلے کی دُعا : اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ . اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ . لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ . اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ .

ذبح کے بعد کی دُعا : اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ .

مسئلہ : قربانی کی رسی وغیرہ سب چیزیں خیرات کردے۔

مسئلہ : جس پر قربانی واجب تھی لیکن اُس نے برسوں قربانی نہیں کی تو وہ گناہ کی معافی بھی مانگے اور جتنے سالوں کی قربانی رہ گئی اُس قدر قیمت کا صدقہ کردے۔

مسئلہ : قربانی سے پہلے قربانی کے جانور کا دُودھ دوہا ہو یا اُس کی اُون اُتاری ہو تو اُس کو صدقہ کرنا لازم ہے۔ (ماخوذ از مسائلِ بہشتی زیور)

انس دواخانہ

مولانا حکیم سعید احمد صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ جدید

فاضل طب نیشنل کونسل پاکستان طبیہ کالج فیصل آباد

معروف معالج کینسر، ہیپاٹائیٹس، شوگر، رسولی

ہمارے ہاں تمام امراض کا شافی علاج کیا جاتا ہے

جامعہ فاروقِ اعظمؓ بالمقابل اعظم گیس ایجنسی پنڈ چھجووالہ مانگا روڈ رائیونڈ

رابطہ نمبر : 0333 - 0413204   0306 - 0658450

اوقات : صبح 8 بجے تا دوپہر 1 بجے

قیامت کی نشانیاں اور اُس کی صحیح تعبیر

﴿ حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی، انڈیا ﴾

نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء والرسل بنا کر مبعوث کیے گئے لہٰذا آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہ ہوں گے اور جو دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور مستحقِ ملامت ولعنت ہوگا لہٰذا آنحضرت ﷺ نے قیامت کی نشانیوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا، کچھ علامات تو آپ نے بالکل واضح الفاظ میں بیان کیں اور کچھ مجمل انداز میں بیان کیں البتہ اگر احادیث کے ذخیرے پر نظر دوڑائی جائے تو مجمل کی وضاحت بھی کہیں نہ کہیں مل ہی جاتی ہے مگر بعض مرتبہ بعض لوگ پوری تحقیق اور تفتیش نہیں کرتے جس کی وجہ سے یا تو انکار کر دیتے ہیں یا بات کو مکمل نہ سمجھنے کی وجہ سے اس مجمل کو اپنے انداز سے یا اپنے زمانہ کے حالات پر تطبیق دے کر کوئی نئی تحقیق و توضیح پیش کرنے کی جسارت کر دیتے ہیں تو آیئے ہم مختصر طور پر علاماتِ قیامت کی صحیح تعبیر طرف اشارہ بھی کر دیں گے دعا فرمائیں اللہ قدم قدم پر نصرت وتوفیق خیر سے مالا مال فرمائے، آمین یارب العالمین !

قیامت کی نشانیاں دو طرح کی ہیں :

(۱) علاماتِ صغریٰ (۲) علاماتِ کبریٰ

علاماتِ صغریٰ کہتے ہیں اُن علامتوں اور نشانیوں کو جو قیامت سے بہت پہلے واقع ہو اور برابر واقع ہوتی رہے۔

اور علاماتِ کبریٰ کہتے ہیں وہ جو بالکل قیامت کے قریب واقع ہو اور وہ بار بار واقع نہ ہو بلکہ ایک ہی بار واقع ہو۔

علامات صغریٰ تو بے شمار ہیں جو احادیث کی مختلف کتابوں میں مذکور ہیں اور علاماتِ کبریٰ زیادہ نہیں ہیں بلکہ معدود چند ہیں، اکثر و بیشتر محدثین کرام نے دس بیان کی ہیں اور عام طور پر ان ہی علاماتِ کبریٰ کی تعبیر و توضیح میں لوگوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں۔

قیامت کی چند علاماتِ صغریٰ :

(۱) میراث اسلامی طریقہ پر تقسیم نہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

(۲) مسجدوں کے بنانے میں تفاخر عام ہو جائے گا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۳) مسجدوں میں باآوازِ بلند باتیں ہونے لگیں گی۔ (مشکوٰۃ)

(۴) فتنوں کی بارش ہوگی۔ (بخاری)

(۵) حقیر دنیا کی خاطر دین بیچا جائے گا۔ (مسلم)

(۶) رشتہ داروں کے ساتھ قطع رحمی کی جائے گی۔ (مسند احمد)

(۷) تجارت خوب پھیل جائے گی اور کتابت بھی۔ (مجمع الزوائد)

(۸) بے حیائی عام ہو جائے گی۔ (مؤطا)

(۹) حرام چیزوں کے نام بدل کر حلال کر دیے جائیں گے۔

(۱۰) موسیقی، زنا، گانا بجانا اور شراب عام ہو جائے گی۔ (بخاری)

(۱۱) سود عام ہو جائے گا اور لوگ حرام وحلال کی پرواہ نہیں کریں گے۔ (نسائی)

(۱۲) ظالم کو ظالم نہ کہا جائے گا اور نہ برائی سے روکا جائے گا۔ (مستدرک)

(۱۳) زلزلے بکثرت آئیں گے۔ (مسند احمد)

(۱۴) اچانک موت بکثرت واقع ہوگی۔ (مجمع الزواید)

(۱۵) خونریزی اور دہشت گردی عام ہوگی۔ (ابن ابی شیبہ)

(۱۶) مسلمان یہود ونصاریٰ کے طریقے پر چلیں گے۔ (بخاری ومسلم)

(۱۷) نااہلوں کو ذمہ دار بنا دیا جائے گا۔ (بخاری)

(۱۸) فلک بوس عمارتوں کے بنانے میں تسابق ہوگا۔ (بخاری)

(۱۹) مسلمانوں میں دنیا کی محبت اور موت سے کراہت پیدا ہو جائے گی۔ (ابوداؤد)

یہ قیامت کی وہ نشانیاں ہیں جو غالبًا واقع ہو چکی ہیں اور اِن تمام چیزوں کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اللہ ہماری حفاظت فرمائے آمین یارب العالمین۔

قیامت کی علاماتِ کبریٰ :

(۱) دریائے فرات کے پہاڑوں کا نمودار ہونا۔

(۲) غیر ذی رُوح (بے جان چیزوں) کا گفتگو کرنا جیسے لاٹھی کوڑا تسمہ وغیرہ۔

(۳) شجر وحجر کی پکار '' هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِيْ فَاقْتُلْهُ ... ''

(۴) جانوروں کا انسان سے گفتگو کرنا۔

(۵) دابۃ الارض کا ظہور ہونا۔

(۶) امام مہدی کا ظہور و نزولِ مسیح۔

(۷) ظہورِ دجال۔

(۸) یاجوج وماجوج کا ظہور۔

(۹) مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ

(۱۰) دھوئیں کا چھا جانا اور مغرب سے سورج کا طلوع ہونا۔

دریائے فرات سے سونے کے پہاڑوں کا نمودار ہونا :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا '' قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک فرات سے سونے کا پہاڑ نمودار نہ ہو جائے جس کے حصول پر لوگ جنگ کریں گے اور سو میں سے ننانوے مقتول ہوں گے (ننانوے فیصد لوگ مارے جائیں گے) ان میں سے ہر ایک سوچے گا شاید میں ہی ایک بچنے والا ہوں۔'' (مسلم شریف کتاب الفتن)

مذکورہ حدیث کی لوگوں نے مختلف تاویلات کیں مگر صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد عام متعارف پہاڑ اور متعارف سونا ہے کیونکہ کسی بھی کلمہ کو اُس وقت تک مجاز کی طرف نہیں پھیرا جاتا جب تک

حقیقت کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو لہٰذا پہاڑ اور سونے کو حقیقت پر ہی محمول کیا جائے گا نہ کہ مجاز پر جیسا کہ بعض ہم عصروں نے کہا کہ سونے کے پہاڑ سے مراد پٹرول کے خزانے ہیں جو عراق کویت جنگ کا باعث ہوئے مگر یہ غلط اور بے بنیاد تعبیر و تشریح ہے کیونکہ حقیقت سے عاری ہے اور ننانوے فیصد لوگ اس جنگ میں مارے بھی نہیں گئے لہٰذا اس طرح اس کا انطباق درست نہیں بلکہ اس پیشین گوئی کا ظہور تا حال باقی ہے یہی صحیح تعبیر ہے کہ بعینہٖ سونے کے پہاڑ کا ظہور دریائے فرات سے ہوگا۔

غیر ذی رُوح کلام کریں گے :

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسان سے کلام نہ کریں اور انسان کے جوتے کا تسمہ اُس سے گفتگو نہ کرے اور اُس کی اپنی ران اُس کے اہلِ خانہ کو اُس کی نقل و حرکت سے آگاہ نہ کردے۔ (ترمذی)

ان تمام چیزوں کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا یعنی واقعتًا درندے انسان سے گفتگو کریں گے بلکہ ماضی میں ایسے واقعات ہو چکے ہیں البتہ لاٹھی کوڑا تسمہ ران وغیرہ کی گفتگو کا ظہور نہیں ہوا مگر ضرور ہوگا کیونکہ آپ کا ارشاد ہے اور قرآن کہتا ہے: ﴿ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ کہ آپ اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کہتے بلکہ وہ بات کہتے ہیں جو آپ پر وحی کی جائے اسی لیے ہمارے علماء کرام نے احادیث کو بھی وحی غیر متلو کہا ہے بعض حضرات اس کو محال گردانتے ہیں اور عصر حاضر کی جدید الیکٹرانک ایجادات کو اِس پر محمول کرتے ہیں یعنی اس سے مراد ریڈیو، ٹیلی فون، کمپیوٹر، موبائل وغیرہ مراد ہے جبکہ یہ تعبیر سراسر حقیقت سے عاری ہے کیونکہ مجاز کی یہاں بھی کوئی گنجائش نہیں اور دوسری بات یہ بھی کہ حدیث میں یہ بتلایا گیا ہے کہ گھر میں موجود لکڑی تسمہ وغیرہ آنے والے شوہر یا گھر کے ذمہ دار کو اُس کے جانے کے بعد سے لے کر آنے تک کیا ہوا اِس کی خبر دیں گے حالانکہ مذکورہ اشیاء میں یہ صلاحیت نہیں لہٰذا ہو بہو جمادات کے گفتگو کا کرنا امرِ یقینی ہے۔

''دابۃ الارض'' کا ظہور ہونا :

متعدد صحابہ کرامؓ سے مروی ہے کہ زمین سے جانور نکلے گا جو لوگوں سے گفتگو کرے گا، سورۂ نمل میں بھی اِس کا صراحتاً تذکرہ ہے: ﴿ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ﴾ یہ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ہے۔

بعض نے کہا کہ اس سے مراد مناظرہ کرنے والا عالم ہے، بعض نے کہا تُكَلِّمُهُمْ سے زخمی کرنا مراد ہے، بعض نے کہا جراثیم (Germs) مراد ہیں جو مہلک بیماریاں پھیلاتے ہیں مگر یہ سب واہیات اور بعید اَز عقل و نقل تاویلات ہیں صحیح یہی ہے کہ ایک مخصوص جانور قربِ قیامت نکلے گا اور حقیقتاً لوگوں سے ہم کلام ہوگا۔

ظہورِ مہدی :

ظہورِ مہدی بھی متعدد احادیث سے ثابت ہے ہر زمانہ میں بعض لوگ اس سلسلے میں افراط وتفریط کا شکار ہوتے ہیں مثلاً سرے سے ظہورِ مہدی کا انکار کر دیا جائے جیسے امام ابن خلدون، آپ نے امام مہدی سے متعلق احادیث کو واہیات قرار دیا اور ان کی ڈگر پر عصر حاضر میں بھی بعض لوگوں نے احادیثِ مہدی میں اضطراب اور تعارض کی بات کہی مگر یہ سب غلط ہے، بے شمار احادیث میں ظہور مہدی تفصیلی علامتوں کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں لہٰذا اس کا انکار بھی جادۂ حق سے انحراف ہے۔ اور بعض لوگوں نے تفریط سے کام لیا اور خود ہی مہدویت کے دعویدار ہوگئے، یہ بھی سراسر غلط ہے۔ اور بعض نے عیسٰی علیہ السلام اور مہدی کو ایک ہی شخصیت گردانا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور اللہ کے علم اور منشاء کے مطابق مکہ مکرمہ میں ہوگا جیسا کہ ابن ماجہ، مصنف عبدالرزاق، مسلم، مستدرک، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ کتب احادیث میں تخریج شدہ احادیث سے واضح ہے۔

دجال کا خروج :

قرآن اور احادیثِ صحیحہ سے دجال کے خروج کا عقیدہ ثابت ہے مگر دیگر علاماتِ قیامت کی

طرح دجال کے بارے میں بھی لوگ افراط وتفریط کا شکار ہوئے ہیں، کبھی دجال کے سرے سے انسان ہونے کا انکار کر دیا اور کہا کہ بشریہ قوت اور طاقت کی طرف اشارہ ہے، کسی نے امریکہ کو تو کسی نے اسرائیل کو دجال کا مصداق ٹھہرادیا، کسی نے دجال کے عصر حاضر کی مادّہ پرستانہ تہذیب مراد لی، کسی نے سحر وتسحر، فتنہ مال وبنون، فتنہ جنسیت کو دجال قرار دیا، یہ سب بعید از قیاس اور اصولِ شرع سے ہٹی ہوئی تاویلات ہیں، صحیح یہ ہے کہ مسلم شریف، مسند احمد، مصنف عبدالرزاق، بخاری شریف، ابوداوء د، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، معجم طبرانی، دلائل النبوۃ، مشکل الآثار، شرح السنۃ، مستدرک، ابن حیان، ابن شیبہ، ابن ابی عاصم، ابن مندہ، بزار، مجمع الزوائد وغیرہ محدثین کی تخریج کردہ احادیث کے مطابق دجال وہ ہے جو قربِ قیامت کسی غار سے نکلے گا اور اللہ تعالیٰ عارضی طور پر اُسے کچھ اختیارات دیں گے جس کے بل بوتے پر وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا اور آخر کار حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھوں مارا جائے گا۔

نزولِ عیسیٰ :

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے قتل سے محفوظ رکھ کر زندہ آسمان پر اُٹھالیا ہے یہ قرآنی عقیدہ ہے جس پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے، وہ آخری دور میں اُتریں گے یہ بھی احادیث صحیحہ اور قرآن کریم سے ثابت ہے، مگر بعض گمراہ لوگوں نے مسیحیت کا دعوی کیا جیسے قادیانی ملعون، گوہر شاہی ملعون وغیرہ اور کچھ لوگوں نے سرے سے نزولِ مسیح کا ہی انکار کر دیا یہ بھی راہِ حق سے ہٹی ہوئی بات ہے۔ صحیح یہ کہ مصنف عبدالرزاق، بخاری شریف، ابوداوء د، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مصنف عبدالرزاق، ابن حیان، نسائی، نعیم، ابن حماد، حاکم، طبری، ابوعوانہ، طحاوی، ابویعلی بغوی وغیرہ کی تخریج کردہ احادیث کے مطابق آپ کا نزول بیت المقدس پر ہوگا آپ حکومت کریں گے آپ کی شادی ہوگی اور آپ کے انتقال پر آپ کو مدینۃ الرسول میں دفن کیا جائے گا۔

یاجوج وماجوج :

قرآن وحدیث کے صریح بیان کے مطابق قربِ قیامت یاجوج وماجوج کا خروج ہوگا اور وہ زمین پر فتنہ برپا کریں گے مگر بعض لوگوں نے غلط تشریح کی مثلاً کسی نے کہا اِس سے مراد روسی، چائنی، تاتاری، منگولی وغیرہ مراد ہیں اور یہ دونوں الگ الگ ہیں، بعض نے داغستان کا علاقہ قوقاز کے لوگ مراد لے کر اِس میں عموم پیدا کرکے شمالی مشرقی ایشیائی قوم مراد لی اور بعض نے تاتاری اور مغلوں کو یاجوج وماجوج کہا اور بعض نے رُوسی اور امریکی مراد لیے ہیں مگر یہ سب غلط تعبیریں ہیں، صحیح یہ ہے کہ یاجوج وماجوج نامی قوم کا خروج سد ذوالقرنین سے قیامت کے قریبی زمانہ میں ہوگا وہ قتل وغارت گری اور فساد برپا کرے گی، لوگ اِن کے ڈر سے بھاگ کھڑے ہونگے اور پھر گردن میں پھوڑا ہونے کی وجہ سے خود ہی مرجائیں گے جیسا کہ امام مسلم، احمد، ابویعلی، ابن حیان، طبری، سیوطی، حاکم، ذہبی، ابوداؤد، ترمذیؒ، ابن ماجہ، بخاری، طبرانی، دارقطنی، ابن ابی شیبہ، حمیدی رحمہم اللہ وغیرہ نے اس سلسلے کی احادیث نقل کی ہیں۔

مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ :

ٹیلوں والی زمین پر مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ ہوگی، یہ بات روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے جیسا کہ اس مضمون کی روایتوں کو امام ابوداؤد، احمد، ابن ماجہ، حاکم اور بغوی نے نقل کیا۔ ''ٹیلوں والی زمین'' سے کیا مراد ہے ؟ بعض نے افغانسان، بعض نے نجد، بعض نے عراق مراد لے کر رُوس اور افغانیوں کی جنگ کو، بعض نے طالبان اور امریکہ جنگ کو، بعض نے نجد میں امریکی اڈوں اور عراق کویت جنگ کو اِس کا مصداق ٹھہرانے کی کوشش کی ہے جو درست نہیں کیونکہ بعض احادیث وآثارِ صحابہ میں صراحتاً شام کا ذکر ہے جیسا کہ امام مسلم، حاکم، احمد اور ابوداؤد وغیرہ کی نقل کردہ مرویات سے معلوم ہوتا ہے۔

(باقی صفحہ ۶۳)

قسط : ۳

موت کی یاد

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، انڈیا ﴾

مُردوں کو نہلانا اور جنازوں میں شرکت کرنا :

موت کو یاد کرنے کے دو اہم اور مؤثر اسباب بعض روایات میں یہ بیان کیے گئے ہیں :

(۱) ایک یہ کہ مُردوں کے نہلانے میں شرکت کی جائے۔

(۲) دوسرے یہ کہ نمازِ جنازہ میں بکثرت شریک ہوا جائے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا :

زُرِالْقُبُوْرَ وَتُذَكِّرْبِهَاالْاٰخِرَةَ وَاغْسِلِ الْمَوْتٰى فَاِنَّ مُعَالِجَةَ جَسَدٍ خَاوٍمَوْعِظَةٌ بَلِيْغَةٌ وَصَلِّ عَلَى الْجَنَائِزِ لَعَلَّ ذٰلِكَ اَنْ يُحْزِنَكَ فَاِنَّ الْحَزِيْنَ فِيْ ظِلِّ اللّٰهِ يَتَعَرَّضُ لِكُلِّ خَيْرٍ. (رواہ الحاکم، شرح الصدور ص ۵۰)

''قبروں کی زیارت کیا کرو اِن کے ذریعہ سے آخرت کو یاد رکھو گے اور مردوں کو نہلایا کرو اس لیے کہ بے جان جسم میں غور وفکر بجائے خود ایک مؤثر نصیحت ہے اور جنازوں پر نماز پڑھا کرو کیونکہ غمگین آدمی اللہ کے سائے میں رہتا ہے اور ہر خیر کا اِس سے سامنا ہوتا ہے۔''

اس حدیث میں تین باتیں اِرشاد فرمائی گئی ہیں :

(۱) اوّل قبرستان جانا

(۲) دوسرے مُردوں کو نہلانا

یہ ایک اہم نصیحت ہے اور موجودہ معاشرہ کے لیے انتہائی قابلِ توجہ ہے آج کل غیر مسلموں کے ریت رواج اور طور طریقوں سے متاثر ہو کر مسلم معاشرہ میں بھی میت کی نعش سے ایک طرح کی وحشت کا اظہار کیا جانے لگا ہے گھر والے بھی قریب جانا نہیں چاہتے، جب غسل دینے کا موقع آتا ہے

تو بھی دوسروں پر چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ بُعد اور دوری مرنے والے کے ساتھ ایک طرح کی زیادتی ہے میت کی لاش اسلام کی نظر میں نہایت قابلِ احترام ہے اس کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرنا ضروری ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ مسائل معلوم کر کے میت کے قریبی اعزہ ہی اسے غسل دیں اور اگر پورا طریقہ معلوم نہ ہو تو کم از کم غسل کرانے والے کے ساتھ پانی وغیرہ ڈلوانے میں تعاون کرتے رہیں، مُردوں کے ساتھ اس طرح کے تعلق سے اپنی موت کا منظر بھی سامنے آجائے گا اور فطری طور پر آدمی اپنے مستقبل کے بارے میں غور کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

(۳) حدیثِ بالا میں تیسری ہدایت یہ دی گئی کہ نمازِ جنازہ میں کثرت سے شرکت کی جائے۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کی نمازِ جنازہ میں شریک ہو اُس کو ایک قیراط ثواب ملتا ہے جس کی کم سے کم وسعت اُحد پہاڑ کے برابر ہے اور جو شخص جنازہ کے ساتھ قبرستان تک بھی جائے اُس کو دو قیراط ثواب سے نوازا جاتا ہے[۱] اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ جب بھی موقع ملے نمازِ جنازہ نہ چھوڑی جائے، نمازِ جنازہ میں چونکہ مرنے والے کے غمگین اعزا شامل ہوتے ہیں اُن کے غم واندوہ کی وجہ سے پورا ماحول غمگین بن جاتا ہے اور پھر آدمی یہ تصور لے کر جاتا ہے کہ ایک دن تمہارا جنازہ بھی ایسے ہی اُٹھے گا اور لوگ اسی انداز میں رنج والم کا اظہار کریں گے۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے :

يَاصَاحِبِیْ لَا تَغْتَرِرْ بِتَنَعُّمٍ فَالْعُمْرُ يَنْفَدُ وَالنَّعِيْمُ يَزُوْلُ
وَاِذَاحَمَلْتَ اِلَی الْقُبُوْرِ جَنَازَةً فَاعْلَمْ بِاَنَّكَ بَعْدَهَا مَحْمُوْلٌ

میرے دوست دنیا کے آرام وراحت سے دھوکے میں مت پڑنا اس لیے کہ عمر ختم ہو جائے گی اور عیش جاتا رہے گا۔
اور جب تم کسی جنازہ کو اُٹھا کر قبرستان لے جاؤ تو یہ یقین کر لینا کہ اِس کے بعد تمہیں بھی ایسے ہی اُٹھا کر لے جایا جائے گا۔

---

[۱] مسلم شریف ج ۱ ص ۳۰۷

حدیثِ بالا میں یہ اشارہ بھی فرمایا گیا کہ جب جنازہ کو دیکھ کر دل غمگین ہوگا تو قدرتی طور پر انابت اِلی اللہ کی کیفیت پیدا ہوگی، سابقہ گناہوں پر ندامت اور شرمندگی کا احساس جاگے گا اور اس حال میں وہ شخص جو بھی تمنا کرے گا رحمتِ خداوندی اُس کی تکمیل کے لیے تیار ہوگی، انشاء اللہ۔ (جاری ہے)

✿ ✿ ✿

بقیہ : قیامت کی نشانیاں اور اُس کی صحیح تعبیر

خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کی نشانیوں اور علامتوں کے تشریح و توضیح وتعبیر میں حد درجہ احتیاط برتنے کی اشد ضرورت ہے، من مانی تعبیر کی صورت میں گمراہی کے دروازے کھل جاتے ہیں لہٰذا ہمیں یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں ہمارا قرآن و حدیث کے برحق ہونے پر یقین ہے تو ہم حضور اقدس ﷺ کی ان پیشن گوئیوں کو اُس کے حقیقی معنی پر برقرار رکھنا ہوگا، اپنے پکے سچے مومن ہونے کا ثبوت دینا ہوگا نہ کہ اِس پر شک یا اِس کی بعیدی تاویلات کا سہارا لینا۔

اللہ ہماری ہر طرح کی گمراہی سے حفاظت فرمائے، آمین۔

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِجس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

وفیات

۳۰ / جون کو بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے داماد جناب سیّد دلاور علی شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

۵ / جولائی کو بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے داماد حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مدظلہم کے چھوٹے بھائی شہزاد قاسم صاحب بوجہ ہارٹ اٹیک اچانک وفات پا گئے۔

۵ / جولائی کو جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا محمد احمد صاحب کے والد گرامی حضرت مولانا محمد عبدالقادر صاحب ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد ڈیرہ غازی خان میں انتقال فرما گئے۔

۱۲ / جولائی کو حافظ احسان سعید صاحب کی والدہ صاحبہ طویل علالت کے بعد ملتان میں انتقال فرما گئیں۔

۱۹ / جولائی کو میاں ندیم صاحب کے چھوٹے بھائی سڑک کے ناگہانی حادثہ میں وفات پا گئے

۲۱ / جولائی کو ڈیرہ اسماعیل خان کے غلام مرتضٰی صاحب کی اہلیہ صاحبہ اچانک دل بند ہونے کی وجہ سے وفات پا گئیں۔

۲۵ / جولائی کو جناب ذوالقرنین صاحب کے والد اور حافظ مجاہد صاحب کے ماموں محترم الحاج سعید صاحب طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی، اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35399051 - 42 - 92+   35399052 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

انوار مدینہ کا اکاؤنٹ نمبر (2-7914-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67